اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربانی مُحدّثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
فروری ۲۰۱۷ء

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۲	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ / فروری ۲۰۱۷ء	جلد : ۲۵

نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ
سیّد مسعود میاں	**سیّد محمود میاں**

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۷
حیاتِ مسلم	حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ	۹
جمالِ مومن یا اسلامی یونیفارم	حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی ؒ	۱۶
تبلیغِ دین	حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی ؒ	۲۹
فضائل بسم اللہ	حضرت مولانا منظور احمد صاحب تونسوی ؒ	۳۵
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۲
حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ	جناب مولانا تنویر احمد صاحب شریفی	۵۱
موت العالم موت العالم		۶۱
اخبار الجامعہ	مولانا انعام اللہ صاحب	۶۳

خوشخبری

۲۵ /جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے زیر انتظام ''الحامد کمپیوٹر لیب'' نے ''مکتبہ جبریل'' کی ایپلیکیشن کو اینڈرائیڈ ڈیوائس (ٹیبلٹ/موبائل) کے لیے پلے سٹور (Play Store) پر اپ لوڈ کر دیا، والحمد للہ۔ www.elmedeen.com/maktabajibreel

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سید محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

پاکستان کا مطلب کیا '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ '' پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے یہ نعرہ غیر منقسم ہندوستان کی سرزمین پر گونجتا رہا اِس نعرہ پر تیس لاکھ مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کردیں جس کے نتیجہ میں ایک مملکت وجود میں آئی جس کو ''پاکستان'' کہا جاتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اِس کے وجود میں آتے ہی ''خدا کی زمین پر خدا کا نظام'' کے تحت سب سے پہلے اسلامی قوانین کو عملی طور پر نافذ کردیا جاتا مگر اس کے برعکس انگریز کے بنائے ہوئے غیر اسلامی اور فرسودہ قوانین کو جوں کا توں باقی رکھا گیا ہمارے سرکاری اور سیاسی نظام میں انگریز کے پالے ہوئے ایسے بھیڑیے مسلط چلے آرہے ہیں جنہوں نے ظلم کو رواج دے کر پورے مسلم سماج کو آپس کی دشمنیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔

اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان میں اسلام اور مسلمانوں کے دین کے محافظ علماءِ کرام کے ساتھ جو ناروا اور ظالمانہ برتاؤ کیا جارہا ہے وہ بجائے خود مملکتِ خداداد کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے اسلام آباد ہائی کورٹ کے فاضل جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے زیرِ سماعت کیس میں اس تلخ حقیقت کا اعتراف بھی کیا اور اپنا فیصلہ دیتے ہوئے وہ سب کچھ کہہ دیا جو ہر منصف مزاج جج کو بہت پہلے کہہ دینا اور کردینا چاہیے تھا، قوم کا ہر شہری اُن کے اس عادلانہ فیصلہ اور اعترافِ حقیقت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اُمید کرتا ہے کہ وہ اور اُن کے دیگر رفقاء اس فرسودہ اور ظالمانہ نظام کے بدگماں چہرہ کو بے نقاب

کرتے ہوئے اپنی حقیقت پسندانہ سوچ کو تحفظ اور عملی دوام دینے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

اب قارئین فاضل جج کے فیصلہ کو ملاحظہ فرمائیں :

''اسلام آباد (صباح نیوز) اسلام آباد ہائیکورٹ نے لال مسجد کے خادم منظور حسین کا نام فورتھ شیڈول سے خارج کرنے کا حکم دے دیا، جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے لال مسجد کے خادم کا نام فورتھ شیڈول میں ڈالنے پر شدید اظہارِ برہمی کرتے ہوئے کہا ہے کہ

''وفاقی و صوبائی حکومتیں [۱] صرف مساجد سے وابستہ لوگوں کو فورتھ شیڈول میں ڈال رہی ہیں، آج تک کسی شرابی، چرسی، جوئے اور فحاشی کے اڈے چلانے والوں کا نام فورتھ شیڈول میں نہیں ڈالا گیا، اس ملک کو ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کہتے ہوئے بھی اب شرم آتی ہے۔''

جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے منظور حسین کا نام فورتھ شیڈول میں ڈالنے کے خلاف درخواست کی سماعت شروع کی تو عدالت کے رُو برو ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب کے افسر نے بتایا کہ منظور حسین کا نام فورتھ شیڈول میں سی ٹی ڈی کی رپورٹ پر ڈالا گیا اس پر جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے عدالت میں موجود ڈسٹرکٹ آفیسر اٹک سی ٹی ڈی سے استفسار کیا کہ لال مسجد کے خادم منظور حسین پر کیا الزام ہے کہ اِن کا نام فورتھ شیڈول میں ڈالا گیا، اس پر ڈی او اٹک سی ٹی ڈی نے عدالت کو بتایا کہ منظور حسین کے گھر کالعدم جماعت سپاہ صحابہ کے لوگوں کا آنا جانا ہے اور وہ لال مسجد و جامعہ حفصہ [۲] کے لیے چندہ بھی کرتے ہیں۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی

---

[۱] وفاقی اور صوبائی حکومتیں اپنی اس دین دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ جھوٹ بولتی ہیں کہ یہ کارروائی ایجنسیوں کی ہے حالانکہ ایجنسیاں بھی ان کے تابع ہوتی ہیں۔ محمود میاں غفرلہ

[۲] جبکہ مساجد اور جامعات کے لیے چندہ لینا اور دینا ہر مسلمان اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ محمود میاں غفرلہ

نے استفسار کیا کہ اِس بات کا کیا ثبوت ہے کہ درخواست گزار کے گھر سپاہ صحابہ کے لوگوں کا آنا جانا ہے اور سپاہ صحابہ کا کون سا انتہائی مطلوب شخص ان کے گھر ٹھہرا، اس پر ڈی او اٹک سی ٹی ڈی نے کہا کہ میرے پاس اس حوالے سے کوئی ثبوت نہیں جس پر جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے سخت اظہارِ برہمی کرتے ہوئے کہا کہ

''مساجد کے خادم اور مؤذنوں کا اِس قوم پر جو احسان ہے اُس کا بدلہ پوری قوم مل کر بھی انہیں نہیں دے سکتی، مساجد کے خادم اور مؤذن میرے اور آپ کے لیے مساجد کے فرش صاف کرتے ہیں، بیت الخلائیں دھوتے ہیں، آپ لوگوں کو شرم آنی چاہیے کہ مساجد سے وابستہ لوگوں کا نام فورتھ شیڈول میں ڈالتے ہیں، آج تک کسی شرابی، چرسی، جوئے اور فحاشی کے اڈے چلانے والوں کا نام بھی فورتھ شیڈول میں ڈالا گیا، اس ملک کو تو اب ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' بھی کہتے ہوئے شرم آتی ہے، اگر آپ لوگوں میں اتنی ہمت ہے تو مساجد کے خادموں اور مؤذنوں کا نام فورتھ شیڈول میں ڈالنے کے بجائے کالعدم جماعت سپاہ صحابہ کے بڑے لوگوں کو صرف ہاتھ تک بھی لگا کر دکھائیں وہ لوگ تو آپ کی حفاظت میں رہتے ہیں، جو لوگ مساجد کو آباد کرتے ہیں صرف اُن کا نام فورتھ شیڈول میں ڈال دیا جاتا ہے۔''

بعدازاں اسلام آباد ہائیکورٹ نے وفاقی وصوبائی حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ درخواست گزار کا نام فورتھ شیڈول سے نکالتے ہوئے اِن کا شناختی کارڈ اور بینک اکاؤنٹ بھی بحال کریں۔'' (روزنامہ نوائے وقت ۱۷؍جنوری ۲۰۱۷ء)

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری ومقبول فرمائے، آمین۔

اللہ کا خوف نعمت ہے، برائیوں سے روک کر نیکی کی طرف لاتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے ایک دفعہ منبر پر فرمایا کہ ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ﴾ اُنہوں نے یہ سن کر عرض کیا وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یا رسول اللہ اگر وہ چوری اور بدکاری کرتا ہے پھر بھی دوہرا ہی اجر ملے گا ؟ آپ نے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی ! میں نے دوبارہ عرض کیا کہ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر وہ زنا اور چوری بھی کرتا ہے تو بھی دوہرا اَجر ملے گا ؟ آقائے نامدار ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی یہی آیت تلاوت فرمادی ! ! میں نے پھر وہی بات عرض کردی کہ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِس کے بعد آپ نے اِرشاد فرمایا وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِی الدَّرْدَاءِ [1] اگر ابودرداء کی ناک بھی رگڑی جائے تو بھی یہی ہوگا یعنی اگر ابودرداء کو ایسا ہونا ناگوار بھی ہو کہ زنا و چوری کے باوجود خدا سے ڈرنے والے کو دوہرا اَجر ملے تب بھی دوہرا ہی اجر ملے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کے دِل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا جو حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے لرزاں و ترساں رہے گا، رفتہ رفتہ اُس کے گناہ چھوٹ جائیں گے، خوفِ خدا کے باعث وہ ہر گناہ کے کام سے بچتا رہے گا، حق تعالیٰ سے ڈرنا اِس بات کی علامت ہے کہ اللہ کی رحمت اُس کی طرف متوجہ ہے

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۳۷۶

اور اُسے آخر کار نیکوکار بنادے گی، جن کے قلوب میں خوفِ خدا راسخ ہوگا اُن سے گناہ کا صادر ہونا محال ہوتا جائے گا، ایسے لوگ گناہوں اور غلط کاریوں سے تیزی سے دُور ہوتے جاتے ہیں۔

خوفِ خدا ایک طرح کی نعمت ہے اِس کا ثمرہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے اُس سے سب ڈرتے ہیں، جس سینے میں اللہ کا خوف ہوتا ہے اُس سینہ میں غیر اللہ کا خوف گھر نہیں کرسکتا، ہاں جو سینہ خوفِ خدا سے خالی ہوتا ہے وہ پھر دُوسروں کے خوف سے پُر ہوجاتا ہے اُسے ہر چیز ڈراتی ہے وہ ہر شے سے خوف کھاتا ہے اُس کی زندگی تلخ ہوجاتی ہے۔

یہ بھی سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف تب پیدا ہوگا جب آپ کو یہ یقین ہو کہ وہی ہمارا خالق اور مالک ہے، نفع وضرر اُسی کے ہاتھ میں ہے وہ ﴿عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ﴾ ہے اُس سے زبردستی کوئی نہیں کرسکتا وہ ﴿فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بھی اُس کا ہمسر اور شریک نہیں، اگر وہ پکڑے تو کوئی چھڑانے والا نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام اُس کی اِجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتے، آیت الکرسی میں ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾ جو حق تعالیٰ سے اُن کے شانِ شایان اِعتقاد نہیں رکھتا وہ کبھی خوفِ خدا نہیں کھائے گا اور معاصی کے اِرتکاب سے بھی کبھی باز نہیں آئے گا، گناہ پر گناہ کرتا رہے گا اور آخر کار جہنم رسید ہوجائے گا۔

مضمونِ حدیث پر واقعہ یاد آیا کہ ایک دفعہ ہارون الرشید یہ کہہ بیٹھے کہ ''مجھے ڈبل اجر وثواب ملے گا'' نہ معلوم اُنہوں نے کس نیت سے یہ بات کہی تھی، کہنے کے بعد وہ بہت پشیمان ہوئے اور اِمام ابو یوسفؒ سے یہ قصہ بیان کیا حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ آپ مجھے قسم کھا کر بتلائیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ؟ ہارون الرشید نے بقسم جواب دیا کہ ہاں میں اللہ سے ڈرتا ہوں، آپ نے فرمایا پھر فکر کی بات نہیں کیونکہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اُسے دو جنتیں ملتی ہیں اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ﴾

اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو اپنے خوف سے معمور فرمائے اور آخرت میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ ٭٭٭ (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۲؍ جولائی ۱۹۶۸ء)

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط : ۲

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک، اسلامی تقریبات وتعلیمات، سنن مستحبات بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

اولاد کے متعلق اسلامی تقریبات :

بچہ کی تربیت اللہ کے نام سے شروع کرو جیسے ہی بچہ کو نہلا دہلا کر کپڑے پہناؤ (سفید کپڑے ہوں تو بہتر ہے) اُس کے داہنے کان میں اذان دو بائیں میں تکبیر پڑھو خود نہ پڑھو تو اللہ کے کسی نیک بندے سے پڑھواؤ اپنے ہی خاندان کا ہو تو بہت اچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سرور کائنات ﷺ نے خود اذان پڑھی تھی۔ (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف)

عقیقہ :

☆ ساتویں دن عقیقہ کرو، سر کے بال منڈواؤ، بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو (بالوں کا وزن عموماً تین ماشہ ہوتا ہے) پھر بچہ کے سر پر زعفران کا پانی مل دو۔

☆ لڑکا ہو تو دو بکروں یا دو بکریوں کی قربانی کرو، لڑکی کے لیے ایک کی۔ [۱]

لڑکے کے لیے دو نہ ہوں تو ایک بکرے یا بکری کی قربانی بھی کافی ہے اور بقر عید کے موقع پر قربانی کے جانور میں بھی عقیقہ کی نیت سے حصہ لیا جا سکتا ہے۔ (دُرمختار وغیرہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں لختِ جگر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما جن کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے پھول ہیں۔ [۲] اِن دونوں کے عقیقہ میں آنحضرت ﷺ نے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اِن کا سر منڈوا کر بالوں کے وزن کی چاندی صدقہ کر دو۔ [۳]

ضروری مسئلے :

(۱) عقیقہ ساتویں دن نہ کر سکے تو جب چاہے کر سکتا ہے البتہ ساتویں دن کا خیال رکھنا بہتر ہے اور اِس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہے اُس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کے روز ہوا تھا تو جمعرات کے روز عقیقہ کرے اور اگر جمعرات کے روز پیدا ہوا تھا تو بدھ کو کرے، یہ حساب سے ساتواں ہی دن ہوگا۔

(۲) عقیقہ کا کچا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی، اور یہ بھی درست ہے کہ دعوت کر کے کھلا دیں، عقیقہ کا گوشت باپ دادا نانا نانی سب کھا سکتے ہیں۔

(۳) بہتر ہے کہ عقیقہ سے پہلے بچہ کا نام رکھ لیا جائے تاکہ دُعا کرتے وقت اُس کا نام لے کر دُعا کی جا سکے۔

دُعاءِ عقیقہ : قربانی کے جانور کو قبلہ رُخ لٹا کر یہ دُعا پڑھی جائے :

﴿ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ .

---

[۱] ترمذی شریف ص۱۸۳ و ص۳۵۴ [۲] ترمذی شریف ج۲ ص۲۱۸ [۳] ترمذی شریف ص۱۸۳

''میں نے اپنا رُخ کر لیا اُس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سب سے منہ موڑ کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔
بے شک میری نماز میری قربانی میری زندگی میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں اور اِسی کا میں حکم کیا گیا ہوں اور میں حکم برداروں میں سے ہوں، اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لیے ہے۔''

پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور یہ دُعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃٌ لِاِبْنِیْ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاجْعَلْھَا فِدَاءً لِاِبْنِیْ مِنَ النَّارِ

''یا اللہ بے شک یہ عقیقہ ہے میرے فلاں لڑکے/لڑکی کا، اس ذبیحہ کا خون اس کے خون کے بدلہ میں اس کا گوشت اس کے گوشت اس کی ہڈی اس کی ہڈی، اس کی کھال اس کی کھال اور اس کے بال اس کے بالوں کے بدلہ میں (فدیہ ہو) اے اللہ ! اس ذبیحہ کو میری طرف سے قبول فرمالے اور اِس کو میرے فلاں لڑکے/لڑکی کی طرف سے فدیہ بنا۔''

ضروری ہدایات :

(۱) فلاں جس پر خط کھینچا ہوا ہے اُس کی جگہ بچہ کا نام لیا جائے۔

(۲) دو جگہ لفظ لِاِبْنِیْ آرہا ہے لڑکی ہو تو لِاِبْنَتِیْ کہا جائے۔

(۳) یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عقیقہ نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنتِ مؤکدہ، صرف مستحب ہے کرنے سے ثواب ضرور ہوگا مگر نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوگا۔ پس اِس کو ایسا ضروری سمجھنا کہ قرض اُدھار کر کے جس طرح بھی ہو اِس کو انجام دیا جائے اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اس میں ثواب تو کیا ہوتا اُلٹا گناہ ہوگا کیونکہ جس کام کو اسلام نے ضروری نہیں بنایا اُس کو ضروری قرار دینا بھی اسلام کی پاک تعلیم میں بگاڑ پیدا کرنا ہے، معاذ اللہ !

(۴) عقیقہ میں مستحب اور ثواب کام وہ ہیں جو بیان کیے گئے، باقی رشتہ داروں کو دینے کے لیے خاص خاص چیز دینے یا خاص خاص رشتہ داروں کو بلانے چلانے کی رسمیں محض رسومات ہیں ان کا ترک کر دینا بہتر ہے۔

ختنہ :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ ، وَقَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ .[1]

''وہ چیزیں جن کو فطرتِ سلیم ضروری قرار دیتی ہے (اور انبیاء علیہم السلام اُن کو کرتے رہے ہیں) پانچ ہیں: ختنہ، موئے زیرِ ناف کو صاف کرنا، مونچھیں کٹوانا، ناخن ترشوانا اور بغلوں کے بال نوچ دینا۔''

☆ دُرمختار میں ہے :

وَالْخِتَانُ سُنَّةٌ كَمَا جَاءَ فِی الْخَبَرِ وَهُوَ مِنْ شَعَائِرِ الْاِسْلَامِ وَخَصَائِصِهٖ فَلَوِ اجْتَمَعَ اَهْلُ بَلْدَةٍ عَلٰی تَرْكِهٖ حَارَبَهُمُ الْاِمَامُ فَلَا یُتْرَكُ اِلَّا لِعُذْرٍ .[2]

''ختنہ کرانا سنت ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور ختنہ اسلام کا ایک شعار ہے اور اُن چیزوں میں سے ایک ہے جو اسلام کی خصوصیتوں میں قرار دی جاتی ہیں پس اگر کسی شہر کے باشندے اس کے چھوڑ دینے پر اتفاق کر لیں (متفقہ طور پر فیصلہ کر لیں) کہ ختنہ نہیں کرایا کریں گے تو اسلام کا سربراہ اُن سے جنگ کرے گا اور فوجی قوت سے اُن کو اِس شعار کے جاری کرنے پر مجبور کرے گا لہٰذا کسی خاص مجبوری کے بغیر ختنہ نہ کرانا جائز نہیں ہے۔''

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب اللباس رقم الحدیث ۴۴۲۰

[2] الدر المختار علی هامش رد المختار ج ۵ ص ۷۳۴

☆ فتاوی قاضی خان میں ہے :

يَنْبَغِىْ اَنْ يُّخْتَتَنَ الصَّبِىُّ اِذَا بَلَغَ تِسْعَ سِنِيْنَ وَاِنْ خَتَنُوْهُ وَهُوَ اَصْغَرُ مِنْ ذَالِكَ فَحَسَنٌ وَاِنْ كَانَ فَوْقَ ذَالِكَ قَلِيْلًا قَالُوْا لَا بَأْسَ بِهِ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ لَمْ يُقَدِّرْ وَقْتَ الْخِتَانِ قَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ الْحُلْوَانِىْ وَقْتُ الْخِتَانِ مِنْ حِيْنَ يَحْتَمِلُ الصَّبِىُّ ذَالِكَ اِلٰى اَنْ يَبْلُغَ . (فتاوى قاضى خان مصرى ج۳ ص ۴۰۹)

''مناسب یہ ہے کہ جب بچہ نو سال کا ہو جائے تب ختنہ کی جائے اور اگر اِس سے کم عمر میں ختنہ کر دی جائے تو یہ بھی مستحسن (اچھا) ہے اور اگر اِس سے کچھ زیادہ عمر میں ہو تو علماء نے کہا اِس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ شمس الائمہ الحلوانی فرماتے ہیں کہ ختنہ کا وقت اُس وقت سے ہو جاتا ہے جب سے وہ برداشت کر سکے اور بلوغ کے وقت تک رہتا ہے۔''

بڑا آدمی مسلمان ہوا تو وہ اپنا ختنہ خود کر لے دوسرے کے سامنے برہنہ ہونا جائز نہیں اگر خود اپنا ختنہ نہیں کر سکتا تو معذور ہے اللہ معاف فرمائے۔

وَقِيْلَ خِتَانُ الْكَبِيْرِ اِذَا اَمْكَنَهُ اَنْ يَخْتِنَ نَفْسَهُ وَاِلَّا لَمْ يَفْعَلْ اِلَّا اَنْ يُمْكِنَهُ النِّكَاحُ اَوْ شِرَاءُ جَارِيَةٍ.

یہ ہے شریعت کا سادہ حکم جس کی ادائیگی کے لیے نہ اجتماع کی ضرورت ہے نہ شان و شوکت کی، جب بچہ میں برداشت کی قوت دیکھیں ختنہ کرنے والے کو بُلا کر ختنہ کرا دیں جب اچھا ہو غسل کرا دیں اگر گنجائش ہو تو کچھ عزیز و اقارب یا دوست احباب یا کچھ غریبوں کو جو کچھ میسر آئے کھلا دیں، نام و نمود اور شہرت دین کے کسی کام میں بھی درست نہیں آنحضرت ﷺ نے نام و نمود اور ریاء کو ایک طرح کا شرک فرمایا ہے۔ (ترمذی شریف)

اہلِ اسلام کے لیے خیر خواہی اور خیر اندیشی :

دولت مند کے لیے آسان ہے کہ عقیقہ اور ختنہ جیسی تقریبات میں دل کھول کر خرچ کرے اور

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُس کی نیت میں اخلاص ہو، نام ونمود اور شہرت مقصود نہ ہو لیکن اس کا یہ اثر لازمی ہے کہ جو اُس درجہ کے دولت مند نہیں ہیں اور سوسائٹی (برادری) میں اپنا درجہ برابر کا رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی دولت مند کی طرح ان تقریبات میں خرچ کریں اور ان کے پاس اس کی گنجائش نہ ہو تو قرض لیں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں تو کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ دولت والے ان غریبوں کا خیال کرکے احتیاط سے کام لیں اور غیر ضروری خرچ کوئی نہ کریں، بے شک ان کو اپنے جذبات قربان کرنے پڑیں گے مگر یہ قربانی رائیگاں نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ کے یہاں اِس کی بڑی قدر ہوگی اس تقریب پر ہزاروں روپے خرچ کرنے کا وہ ثواب نہیں ہوگا جو اِس قربانی کا ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ دوسروں کے حق میں خیر خواہی اور خیر اندیشی اتنی ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس طرح صحابہ کرامؓ سے نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا عہد لیا اِس کا بھی عہد لیا کہ ہر ایک مسلمان کے خیر خواہ ہوں اور ہر صاحبِ ایمان کے حق میں خیر خواہ رہیں گے۔

حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں :

بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَ النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے عہد کیا کہ نماز باقاعدہ پوری پابندی سے پڑھتا رہوں گا زکوۃ ادا کرتا رہوں گا اور ہر ایک مسلمان کے حق میں خیر خواہی سے کام لوں گا۔''

بسم اللہ کرانا مکتب میں بٹھانا :

جب قرآن شریف پڑھانے کے اِرادہ سے آپ نے اپنے بچہ کی بسم اللہ کرائی تو آنحضرت ﷺ کی بشارت یہ ہے کہ آپ کا بچہ بھی بہت ہی اچھا ہے اور سب سے اچھا ہے اور آپ بھی سب سے اچھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ [2] ''تم میں سب سے اچھے وہ ہیں جو قرآن سیکھے اور سکھائیں۔''

---

[1] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۷ [2] بخاری شریف رقم الحدیث ۵۰۲۷

بچہ نے قرآن شریف سیکھنا شروع کیا ہے اُستاد سکھانے والے ہیں اور آپ کی کوشش ہے تو سکھانے والوں میں آپ بھی شامل ہیں اور آپ بھی بہت اچھے ہیں، خدا کرے آپ کا بچہ قرآن شریف پڑھے اُس کو سمجھے اُس پر عمل کرے تو آپ کو بھی اور بچہ کی والدہ کو بھی قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دُنیا کے آفتاب کی روشنی سے کہیں بہتر ہوگی۔[۱]

مگر دیکھئے اِس مبارک موقع پر جو کچھ آپ کریں اللہ کے لیے کیجئے نام و نمود کے لیے نہ کیجئے، جب بچہ بولنے لگے اُس کو ''اللہ'' کا نام سکھاؤ ''کلمہ'' سکھاؤ پھر کسی دیندار بزرگ متبرک کی خدمت میں لے جا کر ''بسم اللہ'' کہلا دو اور اِس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے اور بلا پابندی کے جو کچھ توفیق ہو خدا کی راہ میں خیرات کر دو، چھپا کر خیرات کرو تو اُس کا ثواب زیادہ ہوگا۔

ایسے ہی قرآن شریف ختم ہونے کے وقت جو کچھ کرو اللہ کے لیے کرو، نام و نمود کے لیے نہ کرو، کسی رسم کے پیچھے ہرگز نہ پڑو کہ اِس سے نیکی برباد گناہ لازم آتا ہے، اُستاد کی خدمت خوش دلی سے دل کھول کر کرو مگر احسان جتانے کے لیے نہیں اور نمائش یہاں بھی نہ ہونی چاہیے اسلام کی تعلیم یہی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا اِرشاد ہے : مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِىْ يُرَائِى اللّٰهُ بِهٖ.[۲] جو شہرت کے لیے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کو اُس کی تشہیر کرائے گا اور عام اعلان کرائے گا کہ اِس نے یہ کام اللہ کے لیے نہیں بلکہ شہرت کے لیے کیا تھا اور جو دکھاوا کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی نمائش کرائے گا یعنی نمائشی کاموں سے دُنیا میں جتنی شہرت اور نام آوری ہوئی تھی قیامت کے روز اُس سے کہیں زیادہ رسوائی اور ناکامی ہوگی کیونکہ یہاں جو کچھ بھی ہوا وہ ایک محدود علاقہ اور محدود جماعت میں ہوا اور قیامت کے روز تمام مخلوق میدانِ حشر میں ہوگی اُس کا علاقہ بہت وسیع اور اُس کی گنتی بے شمار ہوگی۔ معاذ اللہ ! (جاری ہے)

---

[۱] مشکوۃ شریف بحوالہ احمد و ابوداؤد شریف [۲] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۳۱۶

سلسلہ نمبر : ۱ قسط : ۲، آخری

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے مضامین شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین و خدام سے التماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کے مضامین ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عنداللہ الناس مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (اِدارہ)

جمالِ مومن یا اسلامی یونیفارم

دوسرا سوالیہ مکتوب بخدمت حضرت شیخ الاسلامؒ اور اُس کا جواب

مخدوم و مکرم حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی سلام مسنون !

رامپور سے ایک پرچہ ''زندگی'' نکل رہا ہے جس کو گاہے بگاہے دیکھ لیتا ہوں جماعت اسلامی کی تحریک کی بعض بعض کتابیں دیکھی ہیں اُن کو دیکھ کر میری بدظنی اسلام کے متعلق کچھ زیادہ ہوتی جاتی ہے عین قریب ہے کہ میں اسلام سے پورا بدظن ہو جاؤں، خدارا ایک دو اشکالات کا حل فرما دیں۔

(۱) مولانا مودودی صاحب کا ترجمان القرآن جو بہت پرانا ہے جس میں مولانا لکھتے ہیں کہ

''میرے نزدیک داڑھی کا بڑا اور چھوٹا ہونا یکساں ہے، صحابہ میں صرف دو ایک آدمی ایسے ملتے ہیں جن کی داڑھی مشت برابر ہے۔''

اب عرض ہے کہ میں خود داڑھی منڈواتا تو نہیں مگر خشخسی جیسے فرنچ فیشن ہوتا ہے رکھی ہوئی ہے مگر میرا عقیدہ یہ ہوتا جا رہا ہے کہ جب مولانا مودودی جیسے فاضل نے یہ کہا کہ چھوٹا اور بڑا ہونا برابر ہے تو منڈوانا بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ علماء کا اپنی طرف سے اضافہ ہے ملک کے رواج کے مطابق رکھ بھی سکتا ہے اور منڈوا بھی سکتا ہے۔

محمد اقبال مالک دوآبہ کلاتھ ہاؤس صدر بازار اوکاڑہ ضلع منٹگمری (موجودہ ساہیوال)

جواب :

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مزاج مبارک والا نامہ باعثِ سرفرازی ہوا، جناب کا مودودی صاحب کی تحریر دیکھ کر اِس قدر متاثر ہونا کہ اسلام سے بدظن ہو جائیں تعجب خیز ہے۔

☆ (اوّلاً) مولانا مودودی خود اِقرار کرتے ہیں کہ میں عالم نہیں ہوں، وہ ''ترجمان'' ربیع الاوّل ۱۳۵۵ھ میں تحریر فرماتے ہیں :

''مجھے گروہِ علماء میں شامل ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے میں ایک بیچ کی راس کا آدمی ہوں جس نے جدید اور قدیم دونوں طریقہ ہائے تعلیم سے کچھ کچھ حصہ پایا ہے اور دونوں کوچوں کو چل پھر کر دیکھا ہے اپنی بصیرت کی بنا پر نہ تو میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو شرِ محض۔''

تعلیم دین میں اِن کا صاف اقرار ہے کہ ''میں نے کچھ کچھ حصہ پایا ہے'' اِس کے بعد ان کا کوئی حکم شرعی اُمور کے متعلق آیا قابلِ وثوق و اعتماد قرار دیا جاسکتا ہے ؟

''نیم طبیب خطرہ جان و نیم ملا خطرہ ایمان'' مشہور مقولہ ہے۔

☆ (ثانیًا) علاوہ ازیں داڑھی کے مسئلہ میں اُن کی یا کسی دوسرے کی رائے میں کتنا ہی بڑا اختلاف کیوں نہ ہو اُس کی وجہ سے اصولِ مذہب اسلام اور اُس کے عقائد اور فرائض اعمال پر کیا اثر پڑسکتا ہے جس کی بنا پر آپ اسلام سے بدظن ہونے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب کا یہ قول کہ

''میرے نزدیک داڑھی کا بڑا اور چھوٹا ہونا یکساں ہے، صحابہ میں صرف دو ایک آدمی ایسے ملتے ہیں جن کی داڑھی مشت برابر ہے۔''

یہ صرف اُن کی رائے ہے کہ دونوں یکساں ہیں، یہ رائے ایک ناقص العلم یا ناقص العقل کی

رائے ہے جس کے مقابل تمام فقہائے اسلام کی تصریحیں موجود ہیں کہ داڑھی کی مقدار کم ازکم ایک مشت ہونی چاہیے تو آیا مودودی صاحب کی رائے قابلِ اعتبار ہوگی یا تیرہ سو برس کے مستند علماء اور فقہاءِ مذاہب کی ؟

☆ (ثالثاً) اگر آپ نے یہی اصول رکھا کہ ہزار بارہ سو برس کے بعد آنے والے ایک نیم تعلیم یافتہ کی جو کچھ رائے ہو وہ پرانے کامل العلم اور معتبر علماء کی رائے اور روایات سے اُونچی شمار کی جائے تو پھر تمام دین ہی کو سلام کرنا پڑے گا۔

اِس دورِ فتن و غلبۂ ہوا و ہوس و عُجب و تکبر، خود پسندی و خود رائی میں نہ صرف ادھورے علم والے بلکہ بڑی بڑی سندوں والے بھی ایسے ملیں گے کہ اپنی خواہشاتِ نفسانی کے لیے تمام متقدمین کے دفتروں کو اَساطیر الاولین [1] اور بکواس کہہ کر ٹھکرا دیں گے اور اپنے غلط سے غلط افکار کو سب سے اُونچا بتلا کر لوگوں کو اِس طرف بلائیں گے، گزشتہ معتمدین اہلِ تقوی اور اہلِ علم کی تحمیق [2] اور تجہیل [3] کریں گے اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ مفکر سب سے زیادہ محقق بتائیں گے۔

داڑھی کے متعلق مندرجہ ذیل اُمور پر غور فرمائیں :

(۱) قرآن شریف میں مذکور ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ﴿ یَابْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَأْسِيْ ﴾ [4] ''میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور میرا سر مت پکڑ۔'' اگر حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی قبضہ (مشت) سے چھوٹی ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کس طرح پکڑ سکتے تھے۔

(۲) جنابِ رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی کا خلال وضو کرتے وقت کیا کرتے تھے یعنی داڑھی کے بالوں میں جبڑوں کے نیچے سے اُنگلیاں ڈال کر پانی پہنچایا کرتے تھے، ترمذی میں ہے :

---

[1] پرانوں کی فرسودہ باتیں [2] احمق قرار دینا [3] جاہل قرار دینا [4] سُورۂ طٰہٰ : ۹۴

عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ تَوَضَّاَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ ، فَقِيْلَ لَهٗ اَوْ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ، قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِيْ وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ [1]

''حضرت حسان بن بلالؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کی تو اپنی داڑھی میں خلال بھی کیا، آپ سے عرض کیا گیا یہ کیا بات ہے آپ داڑھی میں خلال فرما رہے ہیں ؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ چکا ہوں کہ آپ ریش مبارک میں خلال فرمایا کرتے تھے تو مجھے اپنی داڑھی میں خلال کرنے سے کون سی بات روک سکتی ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہی روایات کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ریش مبارک میں خلال فرمایا کرتے تھے، ابوعیسٰی ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن ماجہ میں ہے :

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ بَعْضَ الْعَرْكِ ثُمَّ شَبَكَ لِحْيَتَهٗ بِاَصَابِعِهٖ مِنْ تَحْتِهَا. [2]

''حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب وضو فرماتے تھے تو رُخسار مبارک کو کسی قدر مَلا کرتے تھے پھر ریش مبارک میں اپنی اُنگلیاں نیچے کی طرف سے داخل کر کے جال سا بنا کر خلال کیا کرتے تھے۔''

ابن سکنؒ نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

یہ روایتیں متعدد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، دارقطنی وغیرہ محدثین نے ذکر فرمائی ہیں اِن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ اور اُن صحابہ کرام کی داڑھیاں نہ خشخسی تھیں نہ چھوٹی بلکہ اتنے بڑے بال تھے کہ اُن میں نیچے سے اُنگلیاں ڈال کر پانی پہنچایا جاتا تھا، جبڑے کے نیچے اُنگلیاں ڈال کر پانی پہنچانا ایک مشت یا اس سے زائد ہی میں ہوگا۔

---

[1] سُنن ترمذی ابواب الطهارة رقم الحديث ٢٩ [2] ابن ماجه كتاب الطهارة رقم الحديث ٤٣٢

ابوداؤد میں ہے : اَخَذَ کَفًّا مِنْ مَّاءٍ فَاَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهٗ. ١ ''پانی کی ہتھیلی لے کر اُس کو جبڑے کے نیچے کی جانب سے داخل کیا پھر اُس سے اپنی داڑھی کا خلال کیا۔''

کیا چھوٹی داڑھی یا خشخشی میں یہ ہوسکتا ہے یا اِس کی ضرورت پڑسکتی ہے۔

عَنْ اَنَس بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهٖ وَ تَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ. (شرح السنة للبغویؒ رقم الحدیث ٣١٦٤)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے تھے اور ریش مبارک میں کنگھی اکثر کیا کرتے تھے۔''

جنابِ رسول اللہ ﷺ سر میں تیل کی مالش اور کنگھی سے داڑھی کے بالوں کا سنوار بکثرت کرتے تھے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ خشخشی داڑھی میں نہ کنگھی ہوتی ہے نہ اِس کی ضرورت پڑتی ہے کہ اس کو سنوارا جائے اور یہی حال چھوٹی داڑھی کا ہے، اس کی ضرورت تو کم ازکم ایک مشت یا اس کے قریب یا زائد میں ہوتی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ كَاَنَّهٗ يَأْمُرُ بِاِصْلَاحِ شَعْرِهٖ وَ لِحْيَتِهٖ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّأْتِیَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّأْسِ كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ. ٢

''جنابِ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے پس ایک شخص پراگندہ سر اور داڑھی داخل ہوا تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے نکل جانے کا حکم دیا، آپ کا مقصد یہ تھا کہ اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو سنوار لے، تو اُس نے ویسا ہی کیا پھر لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ''کیا یہ اِس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی پراگندہ بال اس طرح آئے کہ گویا وہ شیطان ہے۔''

---

١ ابوداوٗد شریف کتاب الطہارۃ رقم الحدیث ١٤٥ ٢ مشکوۃ کتاب اللباس رقم الحدیث ٤٤٨٦

ظاہر ہے کہ داڑھی اور سر کے بالوں میں پراگندگی جب ہی ہوسکتی ہے جبکہ وہ دراز ہوں، خشخسے یا چھوٹے بالوں میں نہ پراگندگی ہوتی ہے نہ اُن کے سنوارنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور نہ وہ سنور سکتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَ قَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ.[1]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : دس چیزیں فطرت کی ہیں : مونچھیں کترنا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی دینا، ناخن کٹوانا، اُنگلیوں کے جوڑوں کو دھونا ، بغل اور زیرِ ناف کے بال صاف کرنا اور پانی سے استنجا کرنا۔''

اس حدیث میں جو کہ نہایت قوی روایت ہے دس چیزوں کو جن میں سے داڑھی کا بڑھانا اور مونچھوں کا کتروانا بھی ہے فطرت بتلایا گیا ہے اور فطرت عرفِ شرع میں اُن اُمور کو کہا جاتا ہے جو کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی معمول بہ اور متفق علیہ ہیں اور ہم کو اُن پر عمل کرنے کا حکم ہوا۔

صاحبِ مجمع البحار ص ۸۵ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ اَیْ مِنَ السُّنَّةِ اَیْ سُنَنُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ الَّتِیْ اَمَرَنَا بِالْاِقْتِدَاءِ بِھِمْ فِیْھَا (ك) اَیْ مِنَ السُّنَّةِ الْقَدِیْمَةِ الَّتِیْ اِخْتَارَھَا الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَاتَّفَقَتْ عَلَیْھَا الشَّرَائِعُ فَکَاَنَّھَا اَمْرٌ جِبِلِّیٌّ فَطَرُوْا عَلَیْہِ الخ .

''دس چیزیں فطرت کی ہیں، تفسیر یہ ہے کہ سنت ہیں یعنی یہ دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنتیں ہیں جن کی پیروی کرنے کا ہم کو حکم ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الطھارۃ رقم الحدیث ۳۷۹

پرانی اور قدیمی سنتیں ہیں جن کو انبیاء علیہم السلام نے پسند فرمایا اور تمام شریعتوں کا ان پر اتفاق ہے گویا یہ ایسے کام ہیں جو فطرتِ سلیمہ میں داخل ہیں۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم ص ۱۴۸ میں فرماتے ہیں :

قَالُوْا وَمَعْنَاهُ اِنَّهَا مِنْ سُنَنِ الْاَنْبِيَاءِ صَلٰوةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ .

''علماء کا اِرشاد ہے ''مِنَ الْفِطْرَةِ '' کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔''

اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ داڑھی بڑھانے کا حکم تمام شریعتوں میں تھا اور یہی سنت تمام انبیاء علیہم السلام کی رہی ہے، اور چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی کم از کم ایک قبضہ تھی (جیسا کہ ہم نمبر ا میں کہہ آئے ہیں) تو یقیناً تمام انبیاء علیہم السلام اور جنابِ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی بھی کم از کم ایک مشت ضرور تھی اور چونکہ ہم کو اُن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کرنے کا حکم کیا گیا ہے ﴿اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ﴾[1] ''یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی ہے پس اِن کی رہنمائی پر عمل کرو۔'' اس لیے ہم کو بھی اس اَمر ایک مشت میں اُن کا اقتدا کرنا ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِاعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضُلَ اَخَذَهٗ . وَفِّرُوْا اَكْثِرُوْا وَكَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ .

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مشرکوں کے برخلاف کرو داڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں کتر واؤ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے تھے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لیا کرتے تھے جو اِس سے فاضل ہوتی تھی اُس کو کتروا دیتے تھے۔''

---

[1] سُورۃ الانعام : ۹۰

وَبِسَنَدِہٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْھِکُوا الشَّوَارِبَ وَ اعْفُوا اللُّحٰی. (بخاری شریف کتاب اللباس رقم الحدیث ۵۸۹۳)

''اور اسی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا مونچھیں خوب باریک کتر واؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔''

اس حدیث میں جنابِ رسول اللہ ﷺ نے داڑھی کے مطلقاً بڑھانے کا حکم کیا ہے جس میں کوئی حد مقرر نہیں فرمائی گئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ داڑھی کو بڑھاتے ہی رہنا چاہیے اگرچہ وہ بڑھ کر پاؤں یا زمین تک پہنچ جائے چنانچہ اِمام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

وَالْمُخْتَارُ تَرْکُھَا عَلٰی حَالِھَا وَ اَنْ لَّا یَتَعَرَّضَ لَھَا بِتَقْصِیْرٍ وَلَا غَیْرِہٖ .

''مفتٰی بہٖ یہ ہے کہ داڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے کٹوانے یا کتروانے وغیرہ کا کوئی عمل نہ کیا جائے۔'' امام طبریؒ فرماتے ہیں :

ذَھَبَ قَوْمٌ اِلٰی ظَاھِرِ الْحَدِیْثِ فَکَرِھُوا تَنَاوُلَ شَیْئٍ مِنَ اللِّحْیَۃِ مِنْ طُوْلِھَا وَ مِنْ عَرْضِھَا . (فتح الباری ج ١ ص ٢٩٦)

''ایک قوم (علماء کی ایک جماعت) ظاہر حدیث کی طرف مائل ہوتی ہے پس یہ حضرات داڑھی کے طول یا عرض میں سے کچھ بھی کتر وانا مکروہ قرار دیتے ہیں۔''

مگر چونکہ اس طرح کا عمل بدنمائی پیدا کرتا ہے اور بسا اوقات صورت بگڑ جاتی ہے اور لوگوں کو اِستہزا اور تذلیل کا موقع ملتا ہے اور یہ چیز جنابِ رسول اللہ ﷺ کو ناپسند تھی نیز آپ اپنی داڑھی کے طول وعرض میں سے کترا کرتے تھے اس لیے اِس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی، چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنابِ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے افعال اور اقوال کے مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لیے اُن کے عمل کو اِس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترازو بنایا ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (جو کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے بڑے فدائی ہیں اور آپ کی سنتوں کی پیروی میں

نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں) کے عمل کو بطورِ معیار پیش کیا ہے۔

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اِذَا حَجَّ اَوِعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِہٖ فَمَا فَضُلَ اَخَذَہٗ

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے تھے تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے تھے تو جو حصہ زائد ہوتا تھا اُس کو کتروا دیتے تھے۔''

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کا عرض اور طول میں داڑھی کا کترنا اِسی مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا ،علاوہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وَقَالَ قَوْمٌ اِذَا زَادَ عَلَی الْقُبْضَۃِ یُؤْخَذُ الزَّائِدُ ثُمَّ سَاقَ بِسَنَدِہٖ اِلَی ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ فَعَلَ ذٰلِکَ بِرَجُلٍ وَمِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ فَعَلَہٗ .[1]

''یعنی ایک جماعت کہتی ہے کہ داڑھی جب ایک مشت سے زائد ہوجائے تو اُس زائد کو کتر دیا جائے۔ پھر (طبری نے) اپنی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اُنہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا کہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔''

اسی عمل اور طریقہ کو فقہائے حنفیہ اور شافعیہ وغیرہ نے کتبِ فقہ وغیرہ میں ذکر فرمایا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا نُعَفِّی السِّبَالَ اِلاَّ فِیْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَۃٍ .[2]

---

[1] فتح الباری ج ۱۰ آخر باب تقلیم الاظفار قبیل باب اعفاء اللحی

[2] ابوداود شریف کتاب الترجل رقم الحدیث ۴۲۰۱

''یعنی ہم لوگ داڑھی کے اگلے اور لٹکنے والے حصہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں یعنی حج اور عمرہ سے فارغ ہوکر کترواتے تھے جس کی تفصیل حضرت ابن عمرؓ کے عمل سے معلوم ہوگئی ہے۔''

اسی حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر شرح بخاری ص ۲۹۹ جلد ۱۰ میں فرماتے ہیں :

وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ بِسَنَدٍ حَسَنٍ قَالَ کُنَّا نُعَفِّی السِّبَالَ اِلَّا فِیْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ وَقَوْلُهٗ " نُعَفِّی "(بِضَمِّ اَوَّلِهٖ وَتَشْدِیْدِ الْفَاءِ)اَیْ نَتْرُکُهٗ وَافِرًا وَ هٰذَا یُؤَیِّدُ مَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَاِنَّ السِّبَالَ(بِکَسْرِ الْمُهْمَلَةِ وَ تَخْفِیْفِ الْمُوَحَّدَةِ جَمْعُ سَبَلَةٍ بِفَتْحَتَیْنِ) وَهِیَ مَا طَالَ مِنْ شَعْرِ اللِّحْیَةِ فَاَشَارَ جَابِرٌ اِلَی اَنَّهُمْ یُقَصِّرُوْنَ مِنْهَا فِی النُّسُكِ."

یہ حدیث صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ عام صحابہ کرام تمام سال میں داڑھی کا اگلا اور لانبا حصہ کترواتے نہیں تھے ہاں جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو ایک مشت سے زائد حصہ کو کتروا دیتے تھے۔

عَنْ یَزِیْدَ الْفَارِسِیِّ (وَکَان یَکْتُبُ الْمَصَاحِفَ) قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی النَّوْمِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَی الْبَصْرَةِ قَالَ فَقُلْتُ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی النَّوْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّتَشَبَّهَ بِیْ فَمَنْ رَآنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِیْ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ قَدْ رَأَیْتَ فِی النَّوْمِ ؟ قَالَ نَعَمْ اَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ جِسْمُهٗ وَ لَحْمُهٗ اَسْمَرُ اِلَی الْبَیَاضِ اَکْحَلُ الْعَیْنَیْنِ حَسَنُ الْمَضْحَكِ جَمِیْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَأَتْ لِحْیَتُهٗ مَا لَدُنْ هٰذِهٖ اِلٰی هٰذِهٖ وَاَشَارَ بِیَدِهٖ اِلَی صُدْغَیْهِ حَتّٰی کَادَتْ تَمْلَأُ نَحْرَهٗ قَالَ عَوْفٌ وَلَا اَدْرِیْ مَا کَانَ مَعَ هٰذَا مِنَ النَّعْتِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَو رَأَیْتَهٗ فِی الْیَقِیْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَنْعَتَهٗ فَوْقَ هٰذَا ''[1]

---

[1] مُصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل رقم الحدیث ۳۱۸۰۹

''یزید فارسی جو کہ مصاحف لکھا کرتے تھے اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے زمانہ میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے ذکر کیا کہ میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا اس لیے جس شخص نے بھی مجھ کو خواب میں دیکھا اُس نے مجھ ہی کو دیکھا، کیا تم اُس شخص کا جس کو خواب میں دیکھا ہے حلیہ بیان کر سکتے ہو ؟ میں نے کہا ہاں، وہ متوسط بدن اور قامت کا تھا، گندم گوں سفیدی مائل سرمگیں آنکھوں والا، اچھا ہنسنے والا، چہرہ کے خوبصورت دائروں والا، اُس کی داڑھی نے یہاں سے یہاں تک (دائیں سے بائیں تک) کے حصہ کو بھر دیا ہے اور سینہ کو بھر دیا ہوا ہے (پہلے کلام میں داڑھی کی چوڑائی اور دوسرے میں لمبائی بتلائی ہے) راوی عوف نے کہا کہ اِس کے علاوہ جو چیزیں حلیہ کی ذکر کی تھیں اُن کو میں اِس وقت نہیں جانتا یعنی بھول گیا تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم جنابِ رسول اللہ ﷺ کو جاگتے ہوئے دیکھتے تو اِس سے زیادہ بیان نہ کر سکتے۔''

یہ روایت صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی لانبی اور چوڑی اتنی تھی کہ سینۂ مبارک کی لمبائی اور چوڑائی کو اُس نے ڈھک رکھا تھا۔

(الف) ان روایاتِ معتبرہ پر غور فرمایئے آیا اِن سے وہ بات ظاہر ہوتی ہے جس کو آپ نے ترجمان سے نقل فرمایا یا اس کے برعکس سابقین انبیاء علیہم السلام سبھوں کا عمل کم از کم ایک مشت بلکہ اِس سے زائد داڑھی رکھنے کا ظاہر ہوتا ہے۔

(ب) نیز جنابِ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کم از کم ایک مشت بلکہ اِس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تخلیل فرماتے تھے، کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے وہ اتنی بڑی گنجان تھی

کہ اُس نے سینۂ مُبارک کے اُوپر کے حصہ کے طول وعرض کو بھر لیا تھا۔

(ج) حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے صراحۃً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت یا اُس سے زائد داڑھی رکھتے اور رکھواتے تھے

(د) تمام دوسرے صحابہ کا بھی یہی عمل ہونا التزاماً ثابت ہوتا ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ داڑھی لمبی رکھتے تھے بجز حج اور عمرہ کے کترواتے نہیں تھے۔

(ہ) جنابِ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام اور اُمت کو داڑھی بڑھانے کا بلا تحدید وتقیید ارشاد اور حکم فرمایا ہے۔

(و) اس عمل کو بِلا تحدید مسلمانوں کے لیے مابہ التمیز قرار دیا ہے جو کہ اُن کا مخصوص شعار اور یونیفارم ہوگا، نہ منڈوانا جائز ہوگا نہ خشخشی رکھنا نہ چھوٹی رکھنا۔

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے مودودی صاحب کا یہ فرمانا جو آپ ذکر فرماتے ہیں بالکل غلط ہے، ناواقفیت کی وجہ سے یا نفسانی خواہشات سے ایسا واقع ہوا ہے، فقہائے حنفیہ، شافعیہ وغیرہ کی تصریحات پر آپ کو عمل کرنا چاہیے، مودودی صاحب کی تصانیف اس قسم کی غلطیوں سے بھری ہوئی ہیں اُن کے مطالعہ سے بچنا چاہیے۔ مودودی صاحب علوم دینیہ کے فاضل نہیں ہیں آپ کا یہ فرمانا کہ ''جب مولانا مودودی جیسے فاضل نے یہ کہا کہ چھوٹا اور بڑا ہونا برابر ہے تو منڈوانا بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ علماء کا اپنی طرف سے اضافہ ہے، ملک کے رواج کے مطابق رکھ بھی سکتا ہے اور منڈوا بھی سکتا ہے'' خود اُن کی تصریح کے خلاف ہے وہ کسی مشہور دینی درسگاہ کے سند یافتہ نہیں ہیں، نہ کسی ایسی درسگاہ میں انہوں نے پڑھا ہے، نہ کسی مشہور دینی فاضل کے یہاں علومِ دینیہ کی تحصیل کی ہے، اِن اُمور کا خود اُن کو اور اُن کے متبعین کو اقرار ہے اُن کا مبلغ علم صرف مطالعہ ہے لے اس پر آپ کا اِرشاد کہ ''منڈوانا بھی کوئی حرج نہیں رکھتا، علماء نے اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے'' انتہائی ظلم اور علماء سے بہت شنیع بدظنی ہے اور جنابِ رسول اللہ ﷺ کے اِرشاد خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ قَصُّوا الشَّوَارِبَ وَ وَفِّرُوا اللُّحٰى مشرکوں کے برخلاف کرو مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ'' سے صریح بغاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو

اور تمام مسلمانوں کو ہدایت فرمائے، آمین۔

مودودیوں کا اتباع کتاب اور سنت کا ڈھول پٹنا اور اِس طرح سنت رسول علیہ السلام اور عملِ صحابہ کی مخالفت کرنا انتہائی تعجب خیز ہے۔ وَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی

نوٹ : میں دوسرے اشکال کا جواب بھی عنقریب کسی فرصت میں پیش کروں گا مگر مہربانی فرما کر داڑھی کے متعلق اس پرچہ ترجمان کا نمبر، مہینہ، صفحہ بھی تحریر فرما دیجئے تا کہ علامہ موصوف کی عبارت کا حوالہ صحیح طور پر دیا جاسکے۔ والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۱ھ

---

۱ حضرت مولانا شریف اللہ خان صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ مدنیہ کے صفِ اوّل کے اساتذہ میں سے تھے ہم نے اُن سے فقہ، اصولِ فقہ اور دیگر فنون کی اہم کتابیں پڑھیں آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اُن سے اجازتِ حدیث بھی حاصل تھی ایک بار سبق کے اختتام پر باتیں کرتے ہوئے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے بارے میں فرمایا کہ

" وہ بھی دلی مدرسہ عالیہ فتح پوری میں میرے پاس پڑھنے آتا تھا "

ہمارے مزید استفسار پر فرمانے لگے کہ

" پابندی کے ساتھ نہیں بلکہ کبھی کبھی سبق میں حاضر ہو جایا کرتا تھا بغل میں اخبار دبا ہوا ہوتا تھا البتہ ذہین تھا "

ہم نے دریافت کیا آپ اتنی مدت سے لاہور میں قیام فرما ہیں کبھی بحیثیت اُستاد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ؟ فرمانے لگے " نہیں " ! ! نوے برس کی عمر پا کر ۱۹۷۹ء میں آپ کی وفات ہوئی قبرستان میانی صاحب لاہور میں مدفون ہیں آپؒ کے حالات پر ایک مختصر مضمون جامعہ مدنیہ جدید کے ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب نے لکھا ہے جو ماہنامہ انوار مدینہ ج ۲ شمارہ ۴ جنوری ۱۹۹۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

قسط : ۲

تبلیغِ دین

﴿ حجة الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمة اللہ علیہ ﴾

حَامِدً وَّ مُصَلِّیًا ! اِس زمانے میں اَجزائے دین میں سے اَخلاقِ حسنہ کو عوام نے اِعتقادًا اور خواص نے عمدًا چھوڑ دیا ہے اِس سے جو مفاسدِ دینیہ اور دُنیویہ پیدا ہورہے ہیں اُس کا یہی علاج ہے کہ اِس کی تعلیم اور اِس کی تنبیہ کی جائے چنانچہ سلف نے اِس میں مختلف و متعدد کتابیں لکھی ہیں اُن سب میں جامع اور آسان تصنیف حجة الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمة اللہ علیہ کی ہے ، اُن میں رسالہ ''اَربعین'' یعنی ''تبلیغ دین'' مختصر اور آسان ہے اَکابرین خصوصیت کے ساتھ اپنے مریدین کو اِس کتاب کے پڑھنے کا اِرشاد فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا عاشق اِلٰہی صاحب رحمة اللہ علیہ کو کہ اُنہوں نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر اور باطن کی اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کو نافع اور مقبول بنائے، خانقاہِ حامدیہ کی طرف اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

اعمالِ ظاہری کے دس اُصول

(۲) دُوسری اصل ...... زکوة صدقہ اور خیرات کا بیان :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال اُس دانہ کی طرح ہے جس میں سات بالیں ہوں کہ ہر بالی میں سو دانے ۔ اور جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنہوں نے اپنا مال دونوں ہاتھ بھر بھر کر راہِ خدا میں لٹایا ہے وہی ہلاکت سے نجات پائیں گے۔

چونکہ صدقات وخیرات میں مخلوق کی ضرورتیں اور محتاجوں کے فاقے رفع ہوتے ہیں اس لیے

یہ بھی دین کا ایک ستون ہے اور اِس میں یہ حکمت ہے کہ چونکہ مخلوق کو اللہ سے محبت رکھنے کا حکم ہے اور مسلمان بندے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوی بھی کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے کو اپنی محبت کا معیار اور آزمائش کی کسوٹی بنا دیا ہے تاکہ مدعیانِ ایمان کے دعوے کا جھوٹ سچ کھل جائے چونکہ عام قاعدہ ہے کہ انسان اپنے اُس محبوب کے نام پر جس کی محبت قلب میں زیادہ ہوتی ہے اپنی تمام مرغوب اور پیاری چیزیں لٹا دیا کرتا ہے پس مال جیسی پیاری چیز کا اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنا اللہ کے ساتھ محبت سے بڑھے ہوئے ہونے کی علامت ہے اور بخل کرنا اللہ کی محبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

صدقہ وخیرات دینے والے مسلمان تین طرح کے ہیں :

(۱) خیرات کا اعلیٰ درجہ :

ایک تو وہ ہے جنہوں نے جو کچھ بھی پایا سب راہِ خدا میں دے دیا اور اللہ کے ساتھ محبت کرنے کا دعوی سچ کر دکھایا مثلاً حضرت صدیق عتیق رضی اللہ عنہ [۱] کہ جو کچھ بھی گھر میں تھا انہوں نے سب آنحضرت ﷺ کے حضور میں لا رکھا اور جب آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اپنے لیے کیا رکھا ؟ تو عرض کیا ''اللہ اور اللہ کا رسول'' اِس موقع پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ [۲] بھی بغرضِ خیرات مال لائے تھے اور اُن سے بھی جنابِ رسول ﷺ نے یہی سوال کیا تھا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) تم نے اپنے لیے کیا رکھا ؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ''جس قدر لایا ہوں اُسی قدر چھوڑ آیا ہوں'' اُس وقت جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم دونوں کے مرتبوں کا فرق تم دونوں کے جواب سے ظاہر ہے۔''

(۲) خیرات کا متوسط درجہ :

دوسرے درجے میں وہ متوسط لوگ ہیں جو سارا مال تو اللہ کے نام پر نہیں لُٹاتے مگر اِس کے

---

[۱] سچا و آزاد کیا ہوا، دونوں لقب حضرت ابوبکرؓ کے ہیں، سچے اور دوزخ سے آزاد کیے ہوئے تھے۔

[۲] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہ حق و باطل میں خوب فرق کرنے والے تھے۔

ساتھ ہی اپنے نفس پر بھی ضرورت سے زیادہ خرچ نہیں کرتے بلکہ محتاج بندوں کی حاجتیں ظاہر ہونے کے منتظر رہتے ہیں اور جس وقت کوئی مصرف (موقع خرچ) پاتے یا کسی کو محتاج دیکھتے ہیں تو بے دریغ مال خرچ کر ڈالتے ہیں یہ لوگ اپنے مال کی زکوۃ یعنی مقدارِ فرض پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ سارے مال کو اللہ ہی کے لیے خرچ کرنے کی نیت رکھتے ہیں کہ مال پاس رکھنے سے اُن کی غرض اِس کو راہِ خدا ہی میں خرچ کرنے کی ہے البتہ موقع و محل کا انتظار رہے۔

(۳) خیرات کا ادنیٰ درجہ :

تیسرے درجہ میں وہ کمزور مسلمان ہیں جو زکوۃِ واجبہ ہی کے ادا ہونے کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ اگر اِس سے زیادہ خیرات نہیں کرتے تو مقدارِ واجب میں حبہ (دانہ) برابر کمی بھی نہیں کرتے۔

اور ان تینوں گروہوں کے مرتبوں کا فرق اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی مقدار اِن کے خرچ کی حالت سے خود ہی سمجھ لو، اگر تم پہلے اور دوسرے درجہ تک نہ پہنچ سکو تو کم سے کم تیسرے درجہ سے بڑھ کر متوسط لوگوں کے ادنیٰ درجہ تک تو پہنچنے کی کوشش ضرور کرو کہ مقدارِ واجب کے علاوہ روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ کر دیا کرو اگرچہ روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو پس اگر ایسا کرو گے تو بخیلوں کے طبقہ سے اُوپر چڑھ جاؤ گے۔

مفلس مسلمانوں کی خیرات :

اگر تم مفلس و تہی دست (خالی ہاتھ) ہو تو یہ نہ سمجھو کہ صدقہ مال ہی میں منحصر (محدود) ہے اور ہم اِس سے معذور ہیں، نہیں بلکہ اپنی عزت و جاہ و آرام و آسائش قول و فعل غرض جس پر بھی تمہیں قدرت ہو اُس کو اللہ کے نام پر خرچ کرو مثلاً بیمار کا پوچھنا، جنازے کے ساتھ جانا اور حاجت کے وقت محتاج کی امداد کر دینا مثلاً کسی مزدور کا بوجھ بٹا لینا، سہارا لگا دینا یا سعی و سفارش سے کسی کا کام نکلوا دینا اور نیک بات کہنا یعنی ہمت بندھانا، ڈھارس دلانا وغیرہ ، یہ سب اُمور صدقہ ہی میں شمار ہوتے ہیں اور ایسے صدقات ہیں جن کے لیے مالدار ہونے کی ضرورت نہیں۔ زکوۃ و صدقات میں پانچ باتوں کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(۱) صدقہ کو چھپانے کی مصلحت :

جو کچھ بھی دیا کرو وہ لوگوں سے چھپا کر دیا کرو کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ چھپا کر خیرات دینا پروردگار کے غصے کو بجھاتا ہے اور جو مسلمان اپنے دائیں ہاتھ سے اِس طرح خیرات کرے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو تو وہ اُن سات بندوں کے ساتھ قیامت والے دن محشور (اُٹھایا ہوا) ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سایہ فرمائے گا جبکہ اُس کے سائے کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔ اور اِس میں حکمت یہ ہے کہ صدقہ سے مقصود بخل کی بدخصلت کا دُور کرنا ہے مگر اِس میں ریا (دکھاوا) کے خطرناک مرض کا اندیشہ ہے اِس لیے چھپا کر دینے کے سبب ریا سے نجات مل جائے گی کیونکہ مسلمان جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو ریا سانپ کی صورت اور بخل بچھو کی صورت بن کر اُس کو تکلیف پہنچاتا ہے پس جس نے خیرات کرنے سے جی چرایا اور بخل اختیار کیا تو اُس نے اپنی قبر میں کاٹنے کے لیے بچھو بھیج دیے اور اگر کسی نے خیرات تو کی مگر دکھاوے اور نمود کی غرض سے کی ہے تو بچھو کو گویا سانپ کی غذا بنا دیا، اِس صورت میں بچھو سے تو نجات ہوگئی مگر سانپ کی زہریلی قوت اور زیادہ ہوگئی کیونکہ بخل کا منشا پورا ہوا تو بچھو کا زور بڑھے گا اور ریا کا منشا پورا ہوا تو سانپ کا زور زیادہ ہوگا۔

(۲) احسان جتانے کا امتحان :

جسے خیرات دیا کرو اُس پر احسان نہ سمجھو اور اِس کی شناخت یہ ہے کہ مثلاً تم نے کسی محتاج کو خیرات کے طور پر کچھ دیا اور اُس سے شکر گزاری کی توقع رکھی یا مثلاً وہ تمہارے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا تمہارے دشمن کے ساتھ محبت کرنے لگا تو تم کو اِس قدر ناگوار گزرا کہ اگر صدقہ دینے سے پہلے یہی صورت پیش آتی تو یقیناً اِتنا ناگوار نہ گزرتا تو اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ تم نے اُس محتاج پر اپنا احسان سمجھا جب ہی تو اِس بدسلوکی پر اِتنا طیش آیا۔

احسان جتانے کے مرض کا علاج :

اس کا علاج یہ ہے کہ تم اُس محتاج کو اپنا محسن سمجھو کہ جس نے تم سے صدقہ کا مال لے کر تمہیں

حقِ خداوندی سے سبکدوش کر دیا اور تمہارے مرض بخل کا طبیب بن گیا کیونکہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ زکوة و خیرات سے مقصود بخل کا دُور کرنا ہے پس مالِ زکوة گویا بخل کا دھوون ہوا یہی وجہ ہے کہ جناب رسولِ مقبول ﷺ زکوة و صدقہ کا مال اپنے خرچ میں نہ لاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مال کا میل ہے تو جس مسلمان نے تمہارے مال کا میل لے کر تمہیں اور تمہارے مال کو پاک و صاف بنا دیا تو بھلا بتاؤ کہ اُس کا تم پر احسان ہوا یا تمہارا اُس پر احسان ہوا ؟ بھلا اگر کوئی جراح مفت فصد کھول کر (نشتر لگا کر) تمہارا وہ ناقص خون نکال دے جو تمہاری دُنیوی زندگی کے لیے مضر ہے تو کیا تم اُس کو اپنا محسن نہیں سمجھتے ؟ اسی طرح جو شخص قلب سے بخل کے فاسد مادّہ کو کہ جس کے ضرر کا حیاتِ اُخروی میں اندیشہ ہے بلا معاوضہ لیے ہوئے مفت نکال دے تو اُس کو بدرجہ اَولیٰ اپنا محسن و خیر خواہ سمجھنا چاہیے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ عمدہ سے عمدہ اور پاکیزہ مال خیرات کرو کیونکہ جو چیز ناپسندیدہ ہو اُس کا اللہ کے نام پر دینا کیسے مناسب ہو سکتا ہے ؟ تم سن ہی چکے ہو کہ اِس سے مقصود دعوی محبتِ خداوندی کا امتحان ہے پس جیسی بری یا بھلی چیز اللہ پاک کے نام پر خیرات کرو گے اُس سے خود معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں اللہ کے ساتھ کس قدر محبت ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ تمہیں جو کچھ دینا ہو ہشاش بشاش (خوش خوش) اور خندہ رو (ہنس مکھ) ہو کر دیا کرو کیونکہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے" اِس کا مطلب یہی ہے کہ جو ایک درہم نیک نیتی اور خوشی کے ساتھ دیا گیا ہے وہ اُن لاکھ درہموں سے بڑھا ہوا ہے جو ناگواری[۱] کے ساتھ دیے گئے ہوں۔

---

[۱] لیکن اِس کا مطلب یہ نہ سمجھو کہ جب تک ناگواری دل سے نہ نکلے خیرات نہ دی جائے کیونکہ ابتدا میں ناگواری ضرور ہوتی ہے، ایسے وقت میں ناگواری پر عمل نہ کرنا اور اللہ کی راہ میں اپنی طبیعت پر زور ڈال کر دے دینا یہ بھی اعلیٰ درجے کا مجاہدہ اور ہمت کا کام ہے اور مجاہدہ ہونے کی وجہ سے اُمید ہے کہ خود اِس میں ثواب بڑھ جائے گا۔

(۵) پانچویں بات یہ ہے کہ صدقہ کے لیے محل ومصرف عمدہ تلاش کیا کرو یعنی یا تو کسی پرہیزگار عالم کو دیا کرو کہ تمہارا مال کھانے سے اُس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور تقوی پر قوت اور اعانت حاصل ہو یا کسی عیالدار نیک بخت مسلمان کو دو اور اگر یہ تمام اوصاف ایک شخص میں جمع نہ ہوں تو جس میں ایک وصف بھی پایا جائے وہ بھی تمہارا صدقہ پاک ہو جانے کے لیے کافی ہے البتہ نیک بختی کا لحاظ سب سے مقدم ہے کیونکہ دُنیا کا مال ومتاع بندوں کے لیے اِسی واسطے مہیا کیا گیا ہے کہ اِن کی ایام گزاری ہو سکے اور اِن چندروزہ ایام میں آخرت کا توشہ اُن کو حاصل ہو جائے تو جو لوگ درحقیقت سفرِ آخرت میں مشغول ہیں اور اِس عالمِ فانی کو راستہ کا پڑاؤ اور مسافر خانہ سمجھے ہوئے ہیں وہی تمہارے پیسے کے مصرف ہونے چاہئیں دیکھو جنابِ رسول اللہ ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں کہ ''پرہیزگاروں کو کھانا کھلایا کرو اور اپنا تبرع وسلوک ایمان داروں ہی کو پہنچایا کرو۔'' (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

﴿ ایک ضروری اعلان ﴾

یکم اپریل ۲۰۱۷ء/ رجب ۱۴۳۸ھ تا ۲۵ر مئی ۲۰۱۷ء/ شعبان ۱۴۳۸ھ

جامعہ کے ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم

فلکیات (علم الهيئة) کے اسباق پڑھائیں گے اِنشاء اللہ

کتب : تصریح، شرح چغمینی، بست باب، فہم فلکیات (از مولانا شبیر احمد صاحب کاکاخیل)

وقت : صبح 7 بجے تا 10 بجے

نوٹ : حجة اللّٰه البالغه اور عبقات کے اسباق بھی رجب وشعبان میں جاری رہیں گے

منجانب : دفتر تعلیمات جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور

رابطہ نمبر : 0321 - 4287803

قسط : ۲، آخری

فضائلِ بسم اللہ

﴿ حضرت مولانا ابو معاویہ منظور احمد صاحب تونسوی ﴾

فضائلِ بسم اللہ شریف کے متعلق احادیث :

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ عَشْرَۃَ آلَافِ حَسَنَۃ وَمَحٰی عَنْہُ عَشْرَۃَ آلَافِ سَیِّئَۃ وَرَفَعَ لَہٗ عَشْرَۃَ آلَافِ دَرَجَۃ.(الحدیث)

''سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بسم اللہ شریف کو پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں دس ہزار نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس ہزار اُس کے گناہ معاف کردیتے ہیں اور دس ہزار درجے اُس کے بلند کر دیتے ہیں۔''

حدیث شریف میں آیا ہے :

مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ذَرَّۃٌ .(الحدیث)

''جس نے ایک مرتبہ بسم اللہ کو پڑھ لیا اُس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہوگئے۔''

حدیث شریف میں آیا ہے :

اِذَا قَالَ الْعَبْدُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَذُوْبُ الشَّیْطٰنُ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاصُ فِی النَّارِ.(الحدیث)

''جس وقت انسان بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے تو شیطان ایسا پگھلتا ہے جیسے آگ میں سیسہ پگھلتا ہے۔''

حدیث شریف میں ہے :

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان جب پیشاب پاخانہ یا اپنی بیوی سے صحبت کرنے کے لیے برہنہ ہوتا ہے تو شیاطینِ جن اُن کے تمام اُمور میں خلل انداز ہوتے ہیں اور پریشان کرتے ہیں لیکن جب انسان بسم اللہ پڑھ کر برہنہ ہوتا ہے تو پھر یہ شیاطینِ جن اور انسانوں کے درمیان حائل ہوجاتی ہے اور اُن کے بدن کو کوئی نہیں دیکھ سکتا اور نہ کوئی خلل ڈال سکتا ہے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے متعلق خلفائے راشدین کے اقوال :

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا طُوْبٰی لِمَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کَیْفَ یَنْغَمِسُ غَدًا فِی جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ''کیا مبارک ہے وہ انسان جس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پڑھا وہ کل قیامت کے روز رحمتِ الٰہی میں ڈوبے گا یعنی خوب اچھی طرح اُس کو بہشت کی نعمتیں ملیں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : لَوْلَا التَّسْمِیَۃُ لَھَلَکَ الْبَرِیَّۃُ ''اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ ہوتی تو دُنیا ہلاک ہوجاتی۔''

امام مظلوم سیّدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ عُمْرِہٖ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ مَعَاصِیْہِ ذَرَّۃٌ .

''جس نے تمام عمر میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھ لی اُس کے تمام گناہ (صغیرہ) ختم ہوجاتے ہیں۔''

حدیث میں آیا ہے کہ جب مالکِ دوزخ (داروغہ) چاہتا ہے کہ کسی فرشتہ کو طبقاتِ دوزخ میں کسی شخص پر عذاب جدید کرنے کے لیے بھیجے تو پہلے اُس فرشتہ کی پیشانی پر بسم اللہ لکھ دیتا ہے پھر وہ فرشتہ دوزخ کے تمام طبقات میں چلتا پھرتا ہے تو دوزخ کی آگ اُس پر اثر نہیں کرتی۔

حکایت نمبر۱ :

ایک عجیب حکایت جو بعض کتب میں منقول ہے کہ قیصرِ رُوم نے قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں عرضی پیش کی کہ میرے سر میں بڑی شدت سے درد رہتا ہے اور کوئی علاج مفید ثابت نہیں ہوا، حضرت عمرؓ نے ایک سیاہ ٹوپی سلوا کر اُس کے پاس بھیجی اور فرمایا کہ اِس کو ہر وقت اوڑھے رہنا، قیصر جب اِس کو اوڑھتا تو درد میں افاقہ ہو جاتا اور جب اُتار دیتا تو درد عود کر آتا، اُس نے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ ٹوپی کے اندر ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی ہے۔

حکایت نمبر۲ :

مکاتیبِ معتبرہ میں منقول ہے کہ بشرِ حافیؒ ابتداءِ حال میں ایک دن میخانہ کی طرف جا رہے تھے کہ راہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا پایا اُس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی، اُنہوں نے اُس کو آنکھوں سے لگایا اور نہایت تعظیم و تکریم سے اُس کو طہارت اور غسل دے کر چوم کر ایک پاکیزہ اور محفوظ جگہ میں رکھ دیا پھر شراب خانہ میں چلے گئے خوب پی کر نشہ میں دھت اور مست ہو کر سو رہے، اُدھر حضرت شیخ حسن بصریؒ کو اِلہام ہوا کہ جلد میخانہ میں جا کر بشرِ حافیؒ کو بشارت دو اور ہمارے بابِ رحمت پر اُس کو اُٹھا لاؤ، حضرت حسن بصریؒ بحکمِ احکم الحاکمین خوشخبری سنانے چلے، میخانہ میں جب داخل ہوئے تو میکشوں نے کہا کہ اے شیخ تم اِدھر کیسے تشریف لائے ؟ بیگانوں کی صحبت سے آپ کو کیا غرض !

زاہد از کوچہ رندان بسلامت بگزر تا خرابت نکند صحبت بدنامی چند[۱]

حضرت شیخ نے کہا کہ سچ کہتے ہو لیکن من بہ خود نیامدم اینجا کہ بہ خود باز بروم[۲]

یعنی میں اَز خود نہیں آیا بلکہ خداوند کریم نے بشر کو لینے کے لیے بھیجا ہے، وہ کدھر ہیں ؟ لوگوں کے بتانے پر اُس کے پاس گئے اُن کو نشہ میں مخمور پایا، آخر اُن کو اپنے ساتھ لائے ہوش بحال ہونے پر اُن کو بشارت دی اور غیب سے ندا آئی یَا بِشْرُ رَفَعْتَ اِسْمِیْ فَرَفَعْنَاکَ وَطِبْتَ اِسْمِیْ فَطِبْنَاکَ.

---

[۱] اے زاہد ! رِندوں کی گلی سے سلامتی کے ساتھ گزر جا تا کہ رِندوں کی صحبت تجھے خراب نہ کردے۔

[۲] میں اِس جگہ خود نہیں آیا کہ خود ہی یہاں سے واپس چلا جاؤں۔

اے بشر ! تونے میرے نام کو بلند کیا ہم نے تیرے درجے بلند کیے تو نے ہمارے نام کو پاک صاف کیا تو ہم نے تجھے گناہوں کی نجاستوں سے پاک صاف کیا۔ ؎

لطف و احسان آپ کا ہے قدر دانی آپ کی
بندہ کس لائق ہے صاحب مہربانی آپ کی

حکایت نمبر۳ :

روضۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک مجاور تھا صائم الدھر قائم اللیل، روزہ نماز کے سوا کبھی اُس کو کسی نے دُنیاوی کام کرتے نہیں دیکھا بلکہ کسی نے کبھی کھاتے اور پیتے بھی نہیں دیکھا اور سنا بلکہ افطار کے وقت ایک کاغذ جیب سے نکالتے اور خوب نظر بھر کر اُس کو دیکھ کر پھر جیب میں رکھ لیتا تھا جب اُس کا انتقال ہوا تو غسل دینے والے نے اُس کاغذ کے ٹکڑے کو اُس کی جیب سے نکالا تو دیکھا گیا کہ اُس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھی ہوئی تھی اُس کی قوتِ زور پر اُس کی زندگی منحصر تھی، کھانے پینے سے کچھ مطلب نہیں تھا، دیکھنے والوں نے اِس پر نہایت تعجب کا اظہار کیا تو غیب سے آواز آئی : لَا تَعْجَبُوْا یَاعُجَّابَ لِاَنَّا بِالْاُلُوْهِیَّةِ رَبَّیْنَاهُ وَبِالرَّحْمَةِ وَفَّقْنَاهُ وَبِالرَّحِیْمِیَّةِ غَفَرْنَاهُ اے تعجب کرنے والو! تعجب مت کرو اِس لیے کہ ہم نے اپنی اُلوہیت سے اِس کی پرورش کی اور ہم نے اپنی رحمانیت سے اِس کو توفیق دی اور اپنی رحیمیت سے ہم نے اِس کو بخشا۔

حکایت نمبر۴ :

اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے حضور عرض کی کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَظَاهَرَ عَلَیَّ ذَنْبِیْ فَاسْتَغْفِرْلِیْ یارسول اللہ ! میں بڑا گنہگار ہوں آپ میرے لیے بخشش مانگیے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو اور وہ ارحم الرحمین تیرے گناہ بخش دے گا، وہ اعرابی متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اِتنا ہی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ جو مسلمان مرد یا عورت سچے دل سے اور یقین کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ

اپنے فضل و کرم سے اُس بندہ کو دوزخ سے آزاد کردے گا۔

حکایت نمبر ۵ :

اسرار الابرار میں لکھا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جبل الرحمہ'' نامی جنت میں ایک پہاڑ ہے اُس کی چوٹی پر ''رفعت السلام'' ایک شہر مشہور ہے اُس شہر میں ایک بالا خانہ ''قصر السرور'' کے نام والا ہے اُس قصر میں ایک کمرہ ہے ''بیت الجلال'' اُس کے چار ہزار دروازے ہیں وہ مکان بسم اللہ شریف کے پڑھنے والوں کو ملے گا اور وہ لوگ وہاں جس دروازے سے چاہیں گے اپنے رب کو بلا حجاب دیکھیں گے اُن کو ہمیشہ دیدارِ الٰہی ہوا کرے گا۔

حکایت نمبر ٦ :

بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ سرورِ عالم ﷺ شبِ معراج میں جب رفیق اعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو وہاں مختلف عجائباتِ الٰہی کا نظارہ فرمایا، تمام جنات کا مشاہدہ کیا وہاں چار نہریں بھی نظر مبارک سے گزریں جن کا ذکر قرآنِ مجید میں اس طرح کیا گیا ہے ﴿وَاَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ وَاَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى﴾ اِس میں نہریں ہیں پانی کی جس میں بدبو کچھ نہیں آتی، اور نہریں ہیں دودھ کی جن کا مزہ نہیں بدلتا، اور نہریں ہیں شراب کی جن میں مزہ ملتا ہے پینے والوں کو، اور نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ستھری ہیں۔ حضور علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آتی ہیں اور کہاں کو جاتی ہیں ؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ یہ چاروں حوضِ کوثر میں جا کر گرتی ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں سے آتی ہیں ؟ اتنے میں ایک فرشتہ آیا اور آپ کو وہاں سے اُٹھا کر لے گیا اور بہت دُور منزلوں کی راہ پر لے جا کر ایک دم میں ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا۔ آپ نے دیکھا کہ اِس درخت کی جڑ میں ایک قبہ ہے ایک سفید بڑے موتی کا، اتنا بڑا موتی کہ اگر ساری دُنیا کو اِس کے منہ پر رکھ دیا جائے تو ایسا معلوم ہو کہ چھوٹی سی چڑیا کسی بڑے درخت کی ٹہنی پر بیٹھی ہے اور اُس قبہ میں زبرجد کا دروازہ ہے اُس میں سونے کا قفل ہے

اُس کی چابی ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، آپ نے بسم اللہ پڑھی فوراً دروازہ کھل گیا، آپ اندر تشریف لے گئے دیکھا کہ اُس قبہ کے چاروں کونوں سے یہ چار نہریں جاری ہیں، ایک کونے پر لفظ ''بسم'' لکھا ہے دوسرے کونے پر لفظ ''اللہ'' تیسرے کونے پر لفظ ''الرحمٰن'' اور چوتھے کونے پر لفظ ''الرحیم'' لکھا ہوا ہے بسم اللہ کی میم سے پانی کی نہر جاری ہے، اللہ کی ہ سے دُودھ کی نہر جاری ہے، الرحمٰن کی نون سے شراب کی نہر رواں ہے اور رحیم کی میم سے شہد کی نہر بہتی ہے پھر وہیں آپ کو آواز آئی اے میرے محبوب! آپ کی اُمت میں سے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرے گا وہ اِن انہار سے عقبی میں محروم نہ رہے گا ایک شاعر نے خوب ترجمانی کی ہے :

اے خدا گویم بہ دل نام تُرا   نہر ہائے تسمیہ ساز ، مے عطا [1]

حکایت نمبر ۷ :

لمعانِ صوفیہ میں لکھا ہے کہ کوئی بزرگ بسم اللہ شریف کے فضائل پر وعظ فرما رہے تھے ایک یہودی کی بیٹی بھی اُس محفل میں موجود تھی وہ لڑکی فضائلِ بسم اللہ سن کر متاثر ہوئی اور اسلام قبول کر لیا، اُسی وقت سے اُس لڑکی کی زبان پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ورد جاری ہو گیا ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے بسم اللہ کا ذکر جاری تھا اِس وجہ سے لڑکی کے ماں باپ اُس سے نہایت ناراض رہتے اور اُس کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے اور وہ چاہتے تھے کہ لڑکی پر کوئی الزام عائد کر کے اُس کو قتل کر دیں چنانچہ اُس لڑکی کے باپ نے جو بادشاہِ وقت کا وزیر تھا ایک دن بادشاہ کی مہر کی انگوٹھی جو اُس کے پاس رہتی تھی اپنے لڑکی کے سپرد کر دی اُس نے بسم اللہ شریف پڑھ کر انگوٹھی لے کر جیب میں ڈال دی، رات کو اُس کے باپ نے انگوٹھی لڑکی کی جیب سے نکال کر دریا میں ڈال دی، نیچے ایک مچھلی کھڑی ہوئی تھی وہ انگوٹھی کو نگل گئی، صبح کو ایک ماہی گیر نے جال ڈالا وہ مچھلی شکار ہوئی شکاری نے لا کر وزیر صاحب کے نذر پیش کر دی، وزیر نے مچھلی لڑکی کو پکانے کے لیے دی، لڑکی نے بسم اللہ کہہ کر مچھلی لی اور بسم اللہ کہہ

---

[1] اے اللہ! میں دل سے تیرا نام لیتا ہوں لہٰذا تسمیہ کی نہریں (میرے لیے) بنا دے اور (اپنی معرفت کی) شراب عطا کر دے۔

کر اُس کا پیٹ چاک کر دیا تو وہ انگوٹھی مچھلی کے پیٹ سے نکلی اُس نے بسم اللہ پڑھ کر پھر جیب میں ڈال دی اور مچھلی پکا کر باپ کے آگے رکھ دی، کھانا کھانے کے بعد جب دربار کا وقت آیا تو باپ نے لڑکی سے انگوٹھی طلب کی اُس نے بسم اللہ پڑھ کر انگوٹھی جیب سے نکال دی، باپ یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہو گیا اور اِس طرح لڑکی کے قتل کا منصوبہ دھرے کا دھرارہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ کی برکت سے لڑکی کو محفوظ رکھا۔

تسمیہ موجب شود فضل خدا تسمیہ مانع شود شر و جور و جفا [1]

رحم :

رحم بھی انسان کے بنیادی اخلاق میں سے ہے دُنیا میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ کسی معاوضہ کا خیال کیے بغیر جو کوئی بھلائی کا کام کرتے ہیں اُن کو غور و فکر اور تدبر سے دیکھیں تو سب کی تہہ میں رحم کا جذبہ کارفرما نظر آئے گا جس کے دل میں اِس جذبہ کا کوئی ذرّہ نہ ہوگا اُس سے دوسروں کے ساتھ بے رحمی سنگدلی ظلم اور شقاوت اور جو کچھ ظاہر ہو وہ کم ہے اس لیے رحم کو اسلام کی اخلاقی تعلیم میں خاص اہمیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ کے خاص اسماء میں سے اللہ کے بعد جو نام سب سے زیادہ اہم اور عام ہے وہ ''رحمٰن'' ہے یعنی (بڑا رحم کرنے والا) اور اِس کے ساتھ دوسرا نام ''رحیم'' آتا ہے، قرآنِ پاک میں پہلا اسم مبارک خدا کے علم کی حیثیت سے لیا گیا ہے اور دوسرا اسم مبارک صفت کے طور پر بار بار آتا ہے مسلمان کو حکم ہے کہ جب کوئی کام شروع کریں تو پہلے خدا کا نام لیں یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اس اسم مبارک کی وجہ سے اُس کام میں بڑی برکت ہوگی چنانچہ ہر سورۃ کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا گیا ہے اور فرشتے بھی اپنی دعاؤں میں کہتے ہیں ﴿ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا ﴾ ''اے ہمارے رب تونے اپنی رحمت اور علم میں ہر چیز کو سما لیا ہے'' اِسی رحمتِ الٰہی کی تفصیل سے سارا قرآن مجید بھرا ہوا ہے ﴿ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ ﴾ وہی رحم والا مہربان ہے۔ مسلمانوں کو یوں دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ﴿ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ ''اے اللہ ! تو سب رحم کرنے والوں میں سے سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

---

[1] تسمیہ اللہ کے فضل کا سبب بنتی ہے، تسمیہ شر ظلم اور جفا سے بچاتی ہے۔

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

تین شہر جن کی طرف آنحضرت ﷺ کو ہجرت کا اِختیار دیا گیا :

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰه اَوْحٰى اِلَيَّ اَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ اَلْمَدِيْنَةِ اَوِ الْبَحْرَيْنِ اَوْ قِنِّسْرِيْنَ.[1]

''حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ آپ ان تینوں (شہروں) مدینہ طیبہ یا بحرین یا قنسرین میں سے جس میں بھی قیام فرمائیں وہی آپ کا دارُ الہجرت ہوگا۔''

ایک مجلس میں دی گئی اکٹھی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی :

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهٗ .[2]

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کو یہ اطلاع دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، (یہ سن کر) آپ غصہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے ؟ یہاں تک کہ ایک صاحب کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے عرض کیا کہ حضرت کیا میں اِس شخص کو قتل نہ کردُوں ؟

---

[1] ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۰ ، مشکوۃ ص ۲۴۰ [2] نسائی شریف ج ۲ ص ۸۲ ، مشکوۃ ص ۲۸۴

ف : یہ حدیث پاک سنداً صحیح ہے اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ اکٹھی دی جانے والی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں اور تینوں واقع ہو جاتی ہیں، دیکھا جائے تو اس حدیث پاک کا ہر جملہ اکٹھی تین طلاق کے وقوع کی مستقل دلیل ہے چنانچہ پہلا جملہ ہے ''رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ ثَلٰثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا'' ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں، اگر اکٹھی دی جانے والی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوا کرتی تو حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کو یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص نے اکٹھی تین طلاقیں دیں، دوسرا جملہ ہے ''فَقَامَ غَضْبَانًا'' کہ آپ غصے سے اُٹھ کھڑے ہوئے، اگر اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار ہوتیں اور رشتۂ زوجیت پر اِس کا کچھ اثر نہیں پڑتا تو اِس پر غصہ فرمانے کی کیا وجہ ہے ؟ جس چیز کا لغوی یا شرعی وجود ہی نہیں اُس پر ناراضگی کا اظہار فرمانے کے کیا معنٰی ؟ ناراضگی کے اظہار کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں سے عورت فوری طور پر نکاح سے نکل گئی اور رجوع کا وہ حق فوت ہو گیا جو وقفے وقفے کے ساتھ طلاق دینے کی صورت میں مل سکتا تھا اور اس طرح اکٹھی تین طلاق کا اِقدام شریعت کی دی ہوئی رعایت کو پسِ پشت ڈال کر اپنے آپ کو ندامت اور پشیمانی میں مبتلا کر دینے کے مترادف ہے جس پر آپ کو غصہ آنا فطری امر تھا۔

یاد رہے کہ اکٹھی تین طلاق کا معاملہ ایک سنگین نوعیت کا معاملہ ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر دیگر اَحادیث بھی ذکر کر دی جائیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دورِ رسالت میں بھی اکٹھی دی جانے والی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی تھیں اور اِس سے بیوی ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو جاتی تھی اِلاّ یہ کہ وہ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ اُسے صحبت کے بعد طلاق دے دے اِس صورت میں وہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہوتی تھی ۔

عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْہٗ اَنَّ رِفَاعَۃَ الْقُرَظِیَّ طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ فَبَتَّ طَلَاقَھَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَہٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ فَجَاءَ تِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اِنَّھَا کَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَھَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِیْقَاتٍ فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَہٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ وَاِنَّہٗ وَاللّٰہِ مَا مَعَہٗ اِلَّا مِثْلَ الْھُدْبَةِ فَاَخَذَتْ بِھُدْبَةٍ مِّنْ جِلْبَابِھَا قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ضَاحِکًافَقَالَ لَعَلَّکَ تُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ، لَا ، حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ وَتَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ .[1]

''حضرت ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ اُنہیں نبی علیہ اسلام کی اہلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کی طلاق کو بات کر دیا (یعنی ایسی طلاق دی جس سے نکاح بالکلیہ ختم ہو جائے اور ایسا تین طلاقوں میں ہوتا ہے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ تین طلاقیں دیں) اُن کی بیوی نے بعد میں عبدالرحمٰن بن زَبِیر سے شادی کر لی، اِس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہنے لگیں کہ وہ رفاعہ کی بیوی تھیں اُنہوں نے اُسے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں، اُس نے (یعنی میں نے) عبدالرحمٰن بن زَبِیر سے شادی کر لی لیکن اُن کی صورتِ حال یہ ہے کہ اُن کے پاس تو کپڑے کے پھندنے کی مانند چیز ہے اُنہوں نے اپنی چادر کے پُھندنے کو پکڑ کر دکھایا (مطلب یہ تھا کہ وہ نامرد ہیں، صحبت کرنے کے قابل نہیں) حضور ﷺ یہ سن کر خوب مسکرائے اور فرمایا : شاید تم یہ چاہتی ہو کہ دوبارہ رفاعہ کے پاس چلی جاؤ، تو یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ عبدالرحمٰن (یعنی دوسرا شوہر) تم سے لطف اندوز نہ ہو لے اور تم اُس سے لطف اندوز نہ ہو لو، (مطلب یہ ہے کہ دوسرے شوہر کا خالی نکاح کر لینا کافی نہیں، صحبت ضروری ہے، جب تک صحبت نہیں ہو گی مطلقہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو گی اور اس کا پہلے شوہر سے نکاح صحیح نہیں ہو گا)۔''

---

[1] بخاری شریف ج۲ ص۷۹۱ ، مسلم شریف ج۱ ص۴۶۳ ، مشکوة شریف ص۲۴۸ واللفظ لمسلمٍ

ف : اِس حدیث پاک سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں کیونکہ طلاق کو بات کرنے سے متبادر یہی ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دی گئی تھیں ورنہ طلاق کو بات کرنے کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ اَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيْدَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ سُهَيْمَةَ اَلْبَتَّةَ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذَالِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُكَانَةُ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ [1]

''حضرت نافع بن عجیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رُکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سُہیمہ کو بتّہ طلاق دی تو اُس کے بعد نبی کریم ﷺ کو آکر خبر دی اور کہا کہ بخدا میں نے صرف ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا ہے، اس پر آپ نے فرمایا: واللہ تم نے واقعی ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا ہے ؟ رکانہ بولے اللہ کی قسم واقعی میں نے صرف ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا ہے، اس پر آپ نے اُن کی اہلیہ کو اُن کے پاس واپس بھیج دیا، پھر دوسری طلاق رُکانہ نے اُنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اور تیسری طلاق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں دی۔''

ف : اِس حدیث سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں کیونکہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو جو طلاقِ بتہ دی تھی اُس میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے اگر ایک کی نیت ہو تو ایک بائنہ طلاق پڑتی ہے اور اگر نیت تین کی ہو تو تین پڑتی ہیں۔ اگر لفظِ بتہ سے دفعۃً تین طلاقیں پڑنے کا جواز ثابت نہ ہوتا تو جنابِ رسول کریم ﷺ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر نہ پوچھتے کہ کیا واقعی تم نے ایک کا ہی ارادہ کیا ہے ؟ چونکہ کنائی طلاق میں نیت کا دخل بھی ہوتا ہے اور لفظ بتہ تین کا احتمال

[1] ابوداؤد شریف ج۱ ص۳۰۰ ، ترمذی شریف ج۱ ص۲۲۲ ، ابن ماجہ ص۱۴۹ ، دارمی ج۲ ص۲۱۶ ، مشکوۃ ص۲۸۴، واللفظ لابی داؤد

بھی رکھتا ہے اس لیے آپ نے ان کو قسم دی، اگر تین کے بعد رجوع کا حق ہوتا اور تین ایک سمجھی جاتی تو آپ اُن کو قسم نہ دیتے، سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک لفظ میں تین طلاق کی نیت کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں تو تین طلاق کے لفظ کے ساتھ یا لفظ طلاق کے بہ نیت طلاق تین مرتبہ تکرار کے ساتھ تین طلاقیں واقع کیوں نہیں ہوں گی ؟

یاد رہے کہ اس روایت کے بعض طُرُق میں حضرت رکانہؓ کے طلاق بتہ دینے کے بجائے تین طلاق دینے کا ذکر ہے جس سے بعض لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے تین کو ایک شمار کیا اور حضرت رکانہ کی اہلیہ کو حضرت رکانہ کی طرف لوٹا دیا، یہ روایت محدثین کے کہنے کے مطابق انتہائی ضعیف ہے کیونکہ اس میں بہت سے مجہول راوی موجود ہیں اس لیے یہ قابل استدلال نہیں، اس قدر اہم معاملہ میں ایسی روایت کو پیش کرنا انصاف کے خلاف ہے۔

ایک طویل حدیث میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ عَلَیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنْ اَمْسَکْتُھَا فَطَلَّقَھَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ یَّاْمُرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَکَانَتْ تِلْکَ سُنَّۃُ الْمُتَلَاعِنَیْنِ. [1]

''جب دونوں میاں بیوی لعان سے فارغ ہوئے تو حضرت عویمرؓ نے (رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں) کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اس کے بعد بھی اِس عورت کو اپنی زوجیت میں رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اِس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی، قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب دیتے اُنہوں نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے ڈالیں، ابن شہاب زُہریؒ فرماتے ہیں کہ لعان کے بعد تفریق کی سنت حضرت عویمرؓ کی تفریق کے بعد سے جاری ہوگئی۔''

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱، مسلم شریف ج ۱ ص ۴۸۸ کتاب اللعان، مشکوۃ شریف ص ۲۸۵

ف : اِس حدیث سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں کیونکہ حضرت عویمرؓ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اور آپ کی موجودگی میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور آپ نے سکوت فرمایا، اگر دفعۃً تین طلاقیں حرام ہوتیں اور تین کا شرعاً اعتبار نہ ہوتا اور تین طلاقیں ایک طلاق تصور کی جاتی تو آنحضرت ﷺ حضرت عویمرؓ کے اس طرح تین طلاق دینے پر ضرور گرفت فرماتے اور کسی طرح خاموشی اختیار نہ فرماتے۔

عَنْ عَامِرِنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ قُلْتُ لِفَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ حَدِّثِیْنِیْ عَنْ طَلَاقِکِ قَالَتْ طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلَاثًا وَھُوَ خَارِجٌ اِلَی الْیَمَنِ فَاَجَازَ ذَالِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ .[۱]

''حضرت عامر شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت قیسؓ سے کہا کہ اپنی طلاق کے بارہ میں بتلایئے (کہ وہ کیسے ہوئی ؟) اُنہوں نے فرمایا: میرے شوہر یمن گئے ہوئے تھے وہاں اُنہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، رسول اکرم ﷺ نے انہیں نافذ فرمادیا۔''

ف : حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کی طلاق کا واقعہ سوائے بخاری کے تمام صحاحِ ستہ میں مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، ابن ماجہ کی روایت بالکل صاف اور صریح ہے اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مجلس میں دی گئی اکٹھی تین طلاقوں کو نافذ فرمایا تھا چنانچہ امام ابن ماجہؒ نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے ''بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِیْ مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ'' یہ باب اُس شخص کے متعلق ہے جو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دے (آیا وہ نافذ ہوں گی یا نہیں ؟)

عَنْ عَائِشَۃَؓ اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰی یَذُوْقُ عُسَیْلَتَھَا کَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ .[۲]

---

[۱] ابن ماجہ ص ۱۴۷، مشکوٰۃ ص ۲۸۸ واللفظ لابن ماجہ

[۲] بخاری ج ۲ ص ۷۹۱ باب من اجاز طلاق الثلث ، مسلم شریف ج ۱ ص ۴۶۳

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، اُس نے کسی اور مرد سے نکاح کر لیا اُس نے بھی (صحبت سے پہلے) اِسے طلاق دے دی، نبی اکرم ﷺ سے سوال ہوا کہ یہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہوگئی یا نہیں ؟ فرمایا کہ نہیں جب تک کہ دوسرا خاوند اِس سے لطف اَندوز نہ ہولے (یعنی صحبت نہ کر لے) جیسا کہ پہلا خاوند لطف اَندوز ہوا تھا۔''

ف : اس حدیث سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں کیونکہ طَلَّقَ امْرَأَتَہٗ کا جملہ بظاہر اسی کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ تین طلاقیں اکٹھی اور دفعۃً دی گئی تھیں چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ اور علامہ بدر الدین عینی حنفیؒ اس کا یہی مطلب بتاتے ہیں۔

قَالَ اَھْلُ الْعِلْمِ اِذَا طَلَّقَ ثَلٰثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَیْہِ .... وَقَالَ اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَاسُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلٰثًا قَالَ لَوْ طُلِّقْتَ مَرَّۃً اَوْ مَرَّ تَیْنِ فَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَنِیْ بِھٰذَا فَاِنْ طَلَّقَھَا ثَلٰثًا حَرُمَتْ عَلَیْہِ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ [1]

''اہلِ علم کا کہنا ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ یقیناً اُس پر حرام ہوگئی، امام لیثؒ حضرت نافعؒ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کسی ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو آپ فرماتے کہ اگر تم ایک یا دو طلاقیں دیتے تو تمہیں رجوع کا حق حاصل تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اِسی کا حکم دیا تھا، لہٰذا اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے تو وہ اُس پر حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔''

ف : حضرت امام بخاریؒ نے جو اہلِ علم کا قول اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی معلق روایت ذکر کی ہے اِس سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۲

مَالِكٌ اَنَّه، بَلَغَه، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ مِائَةَ تَطْلِیْقَةٍ فَمَا ذَا تَرٰی عَلَیَّ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ طُلِّقَتْ مِنْكَ بِثَلٰثٍ وَّسَبْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا آیَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.[1]

''حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اِنہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں، اِس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں (آیا میری بیوی پر طلاق پڑ گئی یا نہیں؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ عورت تین طلاقوں کے ذریعہ تم سے جدا ہوگئی اور جو ستانوے طلاقیں باقی بچیں اُن کے ذریعہ گویا تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا مذاق اُڑایا۔''

ان اَحادیث مبارکہ کے علاوہ اور بھی بہت سی اَحادیث اور آثارِ صحابہ وتابعین موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، یہی جمہور صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اَربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور محدثین بشمول امام بخاریؒ کا موقف ومسلک ہے، چند مٹھی بھر حضرات کا کہنا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی ہیں، اہلِ سنت والجماعت نے اُن کے اس موقف کا اعتبار نہیں کیا اس لیے تمام اہلِ سنت کو چاہیے کہ وہ اِس مسئلہ میں جس کا تعلق حلال وحرام سے ہے، جمہور اہلِ سنت کے موقف کو اپنائیں اور اِن مٹھی بھر اَفراد کی طرف رجوع نہ کریں کیونکہ اِن حضرات کے پاس اپنے موقف کے اِثبات میں کوئی مضبوط دلیل نہیں اور جو دلیلیں پیش کرتے ہیں اُن سے اِن کا موقف ثابت نہیں ہوتا، اس موضوع پر تفصیل کے لیے ''عمدۃ الاثاث فی حکم الطلقات الثلٰث'' مصنفہ حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدرؒ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

---

[1] موطا امام مالک ص۵۱۰ ، مشکوٰۃ ص۲۸۴

شروع ہی میں جنت میں چلے جانے والے تین طرح کے لوگ :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ اَوَّلُ ثَلٰثَةٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ شَھِیْدٌ وَّعَفِیْفٌ مُّتَعَفِّفٌ وَّعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰہِ وَنَصَحَ لِمَوَالِیْہِ.[1]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے ایسے تین شخص پیش کیے گئے جو (شروع ہی میں) جنت میں داخل ہوجائیں گے، اُن میں سے ایک شخص تو شہید ہے، دوسرا شخص وہ ہے جو حرام سے بچے اور سوال نہ کرے، تیسرا شخص وہ غلام ہے جس نے اللہ کی بھی اچھی طرح طاعت وعبادت کی اور اپنے مالکوں کا بھی خیرخواہ رہا۔''

ف : حدیثِ پاک میں اُن تین قسم کے افراد کا تذکرہ کیا گیا ہے جو شروع ہی میں جنت میں چلے جائیں گے، اُن تین قسم کے افراد میں سے پہلا شخص شہید ہے، دوسرا شخص وہ ہے جو حرام کھانے اور حرام کمانے سے بچے اور بلاضرورت محض تکثیرِ مال کے لیے سوال نہ کرے، تیسرا شخص وہ غلام ہے جس نے اپنے مالکِ حقیقی کی عبادت کا حق بھی ادا کیا اور اپنے مالکِ مجازی یعنی اپنے آقا کا بھی خیرخواہ رہا۔

یہاں یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ اِن افراد کا شروع ہی میں جنت میں جانا اَنبیاءِ کرام کے جانے کے بعد ہوگا کیونکہ سب سے پہلے جنت میں اَنبیاءِ کرام جائیں گے اُن سے پہلے جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔

[1] ترمذی شریف ج۱ ص۲۹۳ باب ماجاء فی ثواب الشھید ، مشکوٰة شریف ص۳۳۲

قسط : ۲، آخری

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ

﴿ مولانا قاری تنویر احمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

دیو بند میں فقید المثال استقبال :

حضرت حکیم الاسلامؒ کی دیو بند واپسی پر جو فقید المثال استقبال اُن کا ہوا اور دارُالعلوم دیو بند میں ایک عظیم الشان رُوح پرور جلسہ ہوا اُس کے متعلق ایک رپورٹ سے چند اِقتباسات نقل کر کے اُس رُوحانی محفل کے انوار و برکات سے میں آپ کو آج چھیاسٹھ سال بعد مستفید کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلائے۔ ابن الانوار مولانا سیّد اَزہر شاہ قیصر مرحوم لکھتے ہیں :

''مخدوم و محترم حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد طیب صاحب مدفیضہ العالی گزشتہ چھ ماہ سے دیو بند سے باہر تھے اِن چھ مہینوں میں ایک مہینہ (رمضان) تو حضرت ممدوح نے بمبئی میں گزارا اور اس کے بعد پانچ ماہ کراچی اور مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں میں قیام رہا، نہ صرف حلقۂ دارُالعلوم بلکہ دیو بند کی پوری علمی جماعت حضرت ممدوح کی واپسی کی منتظر تھی اور مفارقت کے یہ چھ مہینے احباب و مخلصین پر بے حد گراں ہو کر گزرے، حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ واپسی کے پرمٹ میں جو اِشکالات تھے وہ ذمے دار حضرات کی پوری توجہ سے رفع ہو گئے اور حضرت ممدوح ۵/ دسمبر ۱۹۵۰ء کو ''سرستی'' جہاز سے کراچی سے بمبئی کے لیے روانہ ہوئے، ۷/ کی صبح کو آپ نے بمبئی کے ساحل پر قدم رکھا اور ۸/ کی شام کو بمبئی سے روانہ ہو کر ۱۰/ کی صبح کو دہلی قدم رنجہ فرمایا۔

برادرانِ عزیز مولوی حافظ محمد سالم صاحب، صاحبزادہ محمد اسلم و محمد اعظم سلمہم فرزندان حضرت مہتمم صاحب اور سیّد محمد احتشام صاحب کاظمی پہلے سے حضرت ممدوح کے استقبال کے لیے دہلی گئے ہوئے تھے، دہلی اسٹیشن پر حضرت محترم مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب مدظلہم اور دوسرے بزرگوں نے استقبال فرمایا اور کچھ دیر دفتر جمعیت علماء میں قیام رہا، دوسری گاڑی سے حضرت مہتمم صاحب دیوبند کے لیے روانہ ہوئے، برادرِ محترم مولانا عبدالحق صاحب غازی، پیرجی شریف احمد صاحب، مولانا ارشاد احمد فیض آبادی اور خاکسار (ازہر شاہ قیصر) مودی نگر کے اسٹیشن پر موجود تھے، وہیں ہم لوگوں کو حضرت ممدوح سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی، میرٹھ کے اسٹیشن پر بھی وہاں کے معززین تشریف لائے ہوئے تھے، گاڑی مظفرنگر پہنچی تو وہاں مظفرنگر کے بہت سے احباب دارُالعلوم کے مختلف شعبہ جات کے کارکن اور طلباء کے ہجوم نے ریل کے ڈبے کو گھیر لیا، دیوبند کے اسٹیشن پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی مدظلہم، حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب، حضرت مولانا مبارک علی صاحب نائب مہتمم، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی، حضرت مولانا مفتی سیّد مہدی حسن صاحب، جناب مولانا فخر الحسن صاحب، مولانا معراج الحق صاحب، مولانا محمد حسین صاحب بہاری، مولانا قاضی مسعود احمد صاحب نائب مفتی، مولانا سلطان الحق صاحب قاسمی ناظم کتب خانہ، سیّد محمد شفیع صاحب تحویل دار، مولانا عزیز احمد صاحب قاسمی معین صدر جمعیۃ الطلباء اور تمام مدرسین وطلباء جمع تھے۔ اسٹیشن کے باہر ایک ہزار طلباءِ دارُالعلوم کے علاوہ سینکڑوں مسلمانانِ دیوبند قطار باندھے ہوئے کھڑے ہوئے تھے، حضرت مہتمم صاحب کی تشریف آوری پر ہجوم نے تکبیر کے پُر جوش نعروں سے اُن کا استقبال کیا،

اگرچہ حاضرین مصافحہ کے لیے بیتاب تھے مگر بعض اشخاص نے اِس کا انتظام رکھا کہ قطار ٹوٹنے نہ پائے اور حضرت مہتمم صاحب بسہولت مجمع سے گزر جائیں، جلوس کی شکل میں حضرت ممدوح عصر سے کچھ پہلے دارُ العلوم پہنچے مجمع نو درہ کی عمارت کے سامنے جمع ہو گیا اور حضرت مہتمم صاحب نے حضراتِ مدرسین، محترم اراکین، عزیز طلباء اور باشندگانِ شہر کی محبت و عقیدت کا شکریہ ادا فرمایا۔''

(کوائف دارُ العلوم دیو بند، محرم تا ربیع الاوّل ۱۳۷۰ھ ص ۲۷، ۲۸)

حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی دیو بند واپسی کے بعد دارُ العلوم دیو بند کے دار الحدیث فوقانی میں ''جلسۂ خیر مقدم'' منعقد ہوا، یکم ربیع الاوّل ۱۳۷۰ھ/ ۱۱ر دسمبر ۱۹۵۰ء کی تاریخ تھی اور جلسے کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے ہوا، حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی تحریک اور نائب مفتی احمد علی صاحب کی تائید سے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ صدر جلسہ قرار پائے، قاری حفظ الرحمن رحمہ اللہ کی قراءت سے جلسے کا آغاز ہوا، حافظ اخلاق احمد صاحب محرر دارالافتاء نے حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ کی جانب سے فارسی کا قصیدۂ خیر مقدم پڑھ کر سنایا، محمد حسیب دیو بندی طالب علم نے اُردو نعت اور فضل الرحمن ابن قاری حفظ الرحمن صاحب نے عربی قصیدہ سنایا، اِس کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے تقریر فرمائی۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا :

اے تماشا گاہِ عالَم رُوئے تو تو کجا بہر تماشا مے روی[1]

نہایت خوشی کا مقام ہے جس جگہ ہم سب جمع ہیں یہ کوئی معمولی جگہ نہیں ہے، تذکرۃ الرشید میں ہے کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ نے خواب دیکھا تھا کہ

''میں خانہ کعبہ کے در پر کھڑا ہوں اور میرے پیروں کے نیچے سے نہریں نکل کر تمام عالَم میں پھیل رہی ہیں۔''

---

[1] اے وہ انسان کہ تیرا چہرہ سارے عالَم کی تماشہ گاہ ہے تو اب تماشہ کے لیے کہاں جاتا ہے۔

اِس خواب کا مصداق دارُالعلوم اور اُس کی شاخوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے ؟

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے خلیفہ اعظم تھے، شاہ عبدالغنی صاحبؒ تلامیذ میں حضرت نانوتویؒ و حضرت گنگوہیؒ اور خلفاء میں حضرت مولانا رفیع الدینؒ پر فخر فرمایا کرتے تھے چنانچہ تصوف میں مولانا رفیع الدین صاحبؒ کا بڑا درجہ تھا انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ ''علم کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دی گئی ہیں'' وہ تعجب کرتے تھے کہ میرا علم میں کوئی بڑا درجہ نہیں ہے پھر ایسا کیوں ہوا ؟ مگر جب وہ دارُالعلوم کے مہتمم بنائے گئے تو معلوم ہوا کہ اِن کے ذریعے سے علم دُنیا میں پھیلا۔

ایک دوسرا خواب اِنہوں نے ہی یہ دیکھا تھا کہ ''مدرسے کے چمن میں خانۂ کعبہ ہے اور لوگ اُس کا طواف کر رہے ہیں'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی معنوی حیثیت اسلام میں وہ شان رکھتی ہے جو عالَم میں خانہ کعبہ کے انوار و برکات لیے ہوئے ہے۔ ہماری عملی حالت گو بہت گری ہوئی ہے مگر خدا کا یہ عظیم الشان احسان ہے کہ اُس نے ہم سے اس مرکز کی خدمت لی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کے اُن مکاتیب میں جو ابھی چھپے نہیں ہیں، میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب جہانگیر نے ان کو قید کر کے دہلی بلایا تو ان کا دیو بند گزر ہوا تو فرمایا کہ ''اِس جگہ سے علمِ نبوت کی بو آتی ہے'' چنانچہ اِس جگہ کو اللہ تعالیٰ نے علم شریعت و علم نبوت کا مظہر قرار دیا۔

بہر حال یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ نے ہم سب سے یہ خدمت لی، دارُالعلوم کو جو فضیلت ان بزرگوں کے ذریعہ سے حاصل ہے وہ کسی دوسری جگہ کو نصیب نہیں ہے، ہمارے محترم بزرگ حضرت مہتمم صاحب گو عمر میں مجھ سے چھوٹے ہیں مگر ان کو خاندانی جو نسبت حاصل ہے اور ان کا جو منصب ہے اُس کے اعتبار سے وہ ہمارے

سب کے سردار ہیں، ہمارے لیے افسوس کا موقع تھا کہ وہ دوسری جگہ پاکستان رہ جاتے اگرچہ جانا عارضی تھا مگر یہ افواہیں سن سن کر کہ اب واپسی نہیں ہوگی ہم کو تکلیف ہوتی تھی مگر

یوسفِ گم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور[۱]

الحمدللہ ! ہمارے صدر مہتمم صاحب حضرت نانوتویؒ کی آنکھوں کے تارے تشریف لے آئے ہیں، ہم جس قدر بھی خوشی کا اظہار کریں کم ہے، اگر ان کا قیام پاکستان میں ہوتا تو بھی فیض سے خالی نہ ہوتا مگر ہمارے لیے قلق کا باعث ہوتا۔''

(کوائف دارُالعلوم دیوبند ۱۳۷۰ھ ص ۳۵ تا ۳۷)

حضرت شیخ الاسلامؒ کے استقبالیہ خطبے کے بعد حضرت حکیم الاسلامؒ نے حضرت شیخ الاسلامؒ کی خواہش پر اپنے تاثرات پاکستان کے سفر کے بارے میں بیان فرمائے، اس میں جو بات یہاں پیش کرنی ہے وہ یہ ہے :

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل نسیمِ صبح تیری مہربانی

میں حیران ہوں کہ بیانِ تاثرات کے اِس بوجھ کو کس طرح اُٹھاؤں ! مجمع اکابر کا ہے اساتذہ کا اجتماع ہے، بزرگوں کے مجمع میں قوتِ گویائی یارا نہیں دیتی اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے، ارشاد ہے کہ اپنے اُن تاثرات کا اظہار کروں ہر شخص کچھ نہ کچھ سفر سے لے کر آتا ہے، اوّل تو پاکستان جانے میں جو عظیم الشان نفع مجھے ہوا وہ دعائیں ہیں جو بزرگوں نے فرمائیں اگر میں پاکستان نہ جاتا تو یہ دعائیں حاصل نہ ہوتیں پھر بزرگوں کے حوصلہ افزا کلمات میسر نہ ہوتے، حضرت مولانا سیّد مہدی حسن صاحب نے اپنی نظم میں جس تاثر کا اظہار فرمایا وہ میرے لیے باعثِ فخر ہے اور حضرت شیخ (مولانا حسین احمد) مدنی مدظلہ العالی کے بارے میں تو میں کیا عرض کروں وہ تو ہم سب کے لیے اِنشاءاللہ وسیلۂ نجات ہیں، حضرت

---

[۱] غم نہ کر کہ گم شدہ یوسف دوبارہ کنعان میں واپس آئے گا۔

نے اِس ناکارہ کے بارے میں جو کلمات فرمائے ہیں میری درخواست یہ ہے کہ وہ اِنہیں یاد رکھیں اور قیامت میں اِن ہی الفاظ میں گواہی دے دیں تاکہ میرے لیے وہاں نجات کا باعث ہوں، کہ یہ کلمات ہی میرے لیے دستاویزِ نجات ہیں ۱ ۔''

(کوائف دارُالعلوم دیوبند ۱۳۷۰ھ ص ۳۷)

سیاسی مسلک :

حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ دارُالعلوم دیوبند کے اہتمام کے جس عظیم الشان عہدے پر تھے تو اپنی شان کے مطابق غیر جانبدار رہے یعنی سیاسی گہما گہمی سے الگ رہے اور دارُالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین کے عہدے کا شخص وقت کی سیاست سے ہمیشہ وابستہ رہا ہے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے اس شان کی لاج رکھی لیکن جہاں مسلمانوں کے لیے ضروری سمجھا وہاں سیاسی میدان میں ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

بنیادی طور پر حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ اپنے دادا حضور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ الاوّل شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی اور اپنے اُستاذ اکبر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری علیہم الرحمہ کے سیاسی فکر و مشرب کے امین تھے، خلافت کی تحریک میں حضرت حکیم الاسلامؒ کی خواہش کی تکمیل کی ایک یادگار ''الاحکام القرآنیہ فی تحریم موالاۃ البرطانیہ یعنی خانقاہِ امدادیہ کے فتوے کا مفصل جواب'' ہے اس رسالے کے سرورق پر یہ عبارت بھی ہے :

''حسبِ فرمائش مولانا مولوی محمد طیب صاحب سلمہٗ صدر جمعیت محمودیہ دارُالعلوم دیوبند...... مصنفہ بندہ محمد اِدریس کاندھلوی مدرس دارُالعلوم دیوبند۔''

---

۱ مولانا سیّد محبوب رضویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اِس موقع پر وفورِ جذبات سے حضرت مہتمم صاحب پر رِقت و گریہ طاری تھا، ممدوح کی اِس حالت کا مجمع پر بھی زبردست اثر پڑا اور لوگوں کے بے ساختہ آنسو نکل آئے۔

یہ رسالہ اپنے موضوع کے اعتبار ایک علمی رسالہ ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیاست میں حضرت قاری صاحبؒ مذکورہ بالا بزرگوں کے نقشِ قدم پر تھے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ جمعیت علمائے ہند سے ہمیشہ وابستہ رہے، جمعیۃ العلماء کی مجالس کے صدور رہے، سندھ میں جمعیۃ العلماء کا وہ تاریخی جلسہ جس کے صدر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ تھے اور آپ کا خطبہ معرکۃ الاراء تھا اُس میں آپ کے اُستاذِ محترم امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی نوراللہ مرقدہٗ صرف آپ کا خطبہ سننے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔

جمعیۃ علمائے آسن سول کا خطبہ بھی نہایت شان کا تھا اُس کا موضوع ''اسلام اور فرقہ واریت'' تھا، یہ خطبہ فی البدیہہ تھا، مولانا ازہر شاہ قیصر مرحوم نے حضرت حکیم الاسلامؒ سے عرض کیا کہ آپ اس خطبے کے مطالب کو قلم بند فرمادیں، حضرت حکیم الاسلامؒ نے اس خطبے کو بعینہٖ فی البدیہہ تقریر کی طرح قلم بند کردیا تھا اور دارُالعلوم کے رسالے میں ۱۹۵۱ء میں چھپ گیا تھا، راقم الحروف نے اس کو ایڈٹ کر کے مکتبۂ اَسعدیہ کراچی سے چھپوادیا ہے۔

حضرت مولانا سیّد فخر الدین احمد مرادآبادیؒ (صدر جمعیت علماءِ ہند) کے انتقال کے بعد جمعیت کی صدارت کے لیے تین بزرگوں نے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا تھا : ایک حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ، دوسرے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، تیسرے مرشدی حضرت مولانا سیّد اَسعد مدنیؒ، پھر حضرت حکیم الاسلامؒ نے صدارت کے الیکشن سے پہلے اپنا نام واپس لیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ سیاسی طور پر جمعیت علمائے ہند کے مسلک وطریق پر تھے۔

تصنیفات وتالیفات :

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے قلم کو اللہ تعالیٰ نے خوب طاقت عطا فرمائی تھی آپ جس طرح تقریر کے بے تاج بادشاہ تھے اِسی طرح آپ کی تصانیف بھی عجیب جاذبیت وکشش اور دلائل سے مدلل ہوتی تھیں، آپ کے قلم سے اُمت کی رہنمائی کے لیے

(۱) التشبہ فی الاسلام (۲) مشاہیر اُمت (۳) کلماتِ طیبات (۴) اطیب الثمر فی مسئلۃ القضاء والقدر (۵) سائنس اور اسلام (۶) تعلیماتِ اسلام اور مسیحی اقوام (۷) مسئلہ زبان اُردو (۸) ہندوستان میں دین و سیاست (۹) اسبابِ عروج واسبابِ زوال (۱۰) اسلامی آزادی کا مکمل پروگرام (۱۱) الاجتہاد والتقلید (۱۲) اصول دعوتِ اسلام (۱۳) اسلامی مساوات (۱۴) تفسیر سورۂ فیل (۱۵) تفسیر سورۂ ملک (۱۶) تفسیر سورۂ نون (۱۷) فطری حکومت (۱۸) داڑھی کی اسلامی حیثیت (۱۹) خاتم النبیین ﷺ (۲۰) شرعی پردہ (۲۱) انسانیت کا امتیاز (۲۲) شانِ رسالت ﷺ (۲۳) آفتابِ نبوت ﷺ (۲۴) فلسفۂ نعمت ومصیبت (۲۵) علمائے دیو بند کا دینی رُخ اور مزاج (۲۶) خطباتِ حکیم الاسلامؒ (۱۲ جلد)

نہایت اہم اصلاحی کتابیں ہیں۔ آپ دینی بات مدلل انداز میں پیش کر کے قاری کو مطمئن کر دیتے ہیں۔

دارُالعلوم دیو بند کا صد سالہ اجلاس :

دارُالعلوم دیو بند کے سو سال مکمل ہونے پر ایک سو سالہ اجلاسِ عام منعقد کرنے کا فیصلہ سن اَسی کی دھائی میں کیا گیا اس کے لیے حضرت حکیم الاسلامؒ نے دُنیائے اسلام کے سفر کیے اور فضلائے دارُالعلوم کے کوائف جمع کیے گئے ، مارچ ۱۹۸۰ء میں یہ اجلاس دیو بند میں بڑے جوش وخروش اور عقیدت کے ساتھ ہوا، پاکستان سے بھی سینکڑوں علماء ومشائخ نے شرکت کی اس اجلاس کے پروگرام کی ترتیب پر ایک کتابچہ شائع کیا گیا اس کے علاوہ کئی کتابیں اور رسالے اس موقع پر شائع کیے گئے۔

حضرت حکیم الاسلامؒ کے ساتھ تن من دھن سے اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لیے علماء ومشائخ اور عوام الناس کی ایک بڑی جماعت نے کام کیا جس میں حضرت مولانا معراج الحق دیو بندی [1]

---

[1] آپ بانی جامعہ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ماموں تھے۔

حضرت مولانا محمد حسین بہاری، حضرت مولانا وحید الزماں کیرانوی، مرشدی حضرت مولانا سیّد اَسعد مدنی، حضرت مولانا سیّد انظر شاہ کشمیری رحمہم اللہ، حضرت صاحبزادہ مولانا محمد سالم قاسمی، صاحبزادہ مولانا محمد اسلم قاسمی مدظلہم اور کتنے ہی گمنام حضرات کی کوششیں شامل رہیں۔

میرے جد امجد حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ اجلاس صد سالہ کے موقع پر مدرسہ عام لوگوں کے لیے کھول دیا گیا، دیوبند کے ہندو اور سکھ تک مدرسہ دیکھنے آئے اُن کی خواتین نے بھی مدرسہ دیکھا انہیں کہتے سنا گیا کہ ہمارے ہاں اتنا بڑا مدرسہ اور ہم نے کبھی اِس طرف توجہ نہ کی !! اتنی جمعیت کے ساتھ یہ حضرات کام کر رہے ہیں بہت متاثر ہوئے حتی کہ غیر مسلم خواتین نے مدرسہ دیکھنے کے دوران اپنا پہنا ہوا زیور اُتار کر درسگاہوں میں رکھ دیے جسے مدرسے کی نذر کر دیا گیا اور اس کو فروخت کر کے رقم مدرسے میں جمع کر دی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ صد سالہ اجلاس حضرت حکیم الاسلامؒ کا کارنامہ تھا لیکن بعض بزرگوں کا خیال اس اجتماع سے پہلے بھی یہ تھا کہ یہ اجلاس نہ بلایا جائے نظر لگ جائے گی اور اَلْعَیْنُ حَقٌّ حدیث شریف میں آیا ہے ان بزرگوں میں نمایاں دو نام ہیں : ایک مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ اور دوسرے محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ اجلاس کے بعد مدرسہ دیوبند کو واقعی نظر لگی مگر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا اور اُس کے بد اثرات بالآخر زائل ہوئے والحمد للہ۔

حضرت حکیم الاسلامؒ نے اس قضیے کے زمانے میں ۹؍ اگست ۱۹۸۲ء کو اپنا استعفیٰ مجلس شوریٰ کو پیش کر دیا جو اُن کی اصل تحریر میں چھپا تھا، اس کے بعد مجلسِ شوریٰ کے ایک رکن اور بجنور کے رئیس فاضلِ دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ مہتمم مقرر ہوئے ،حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کے انتقال پر پاکستان کے صاحبِ قلم اُستاذزادہ مولانا زاہد الراشدی صاحب نے ایک تعزیتی مضمون لکھا جو اخبار روز نامہ ''اسلام'' [1] اور ماہنامہ ''نصرۃ العلوم'' گوجرانوالہ میں شائع ہوا تھا جس میں

---

[1] روز نامہ اسلام ۵؍ محرم ۱۴۳۲ھ/۱۲؍ دسمبر ۲۰۱۰ء

راشدی صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت حکیم الاسلام کو سبکدوش کیا گیا تھا، یہ تاریخ کو مسخ کرنے کا ایک بھونڈا طریقہ تھا اور میں نے راشدی صاحب کو لکھا بھی تھا اور حکیم الاسلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا استعفیٰ کا عکس بھی بھیجا تھا لیکن ایک ''تصحیح'' بھی شائع نہیں کی گئی، اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اب انحطاط کے زمانے میں بھی اپنے آپ کو حضرت حکیم الامت اور حضرت شیخ الاسلام سے زیادہ اُونچا اور مصروف سمجھا جاتا ہے، دارُالعلوم دیوبند اکابر کی میراث ہے، الحمدللہ اپنی شان کے مطابق رواں دواں ہے۔

علالت و رِحلت :

اجلاس صد سالہ کے بعد حضرت حکیم الاسلام کی صحت دن بدن گرتی چلی گئی آپ کو سب سے زیادہ صدمہ دارُالعلوم میں انتشار کا تھا اسی ہی صدمے اور رُوحانی پریشانی میں ۶ رشوال المکرّم ۱۴۰۳ھ/ ۱۷ر جولائی ۱۹۸۳ء اتوار کے دن اَٹھاسی سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .
آپ کے انتقال سے ایک علمی خلا ہو گیا اور اکابرِ دیوبند کو دیکھے ہوئے ایک بزرگ سے اُمت محروم ہوگئی یہ حقیقت ہے کہ جو اِس دنیا میں آتا ہے وہ جانے ہی کے لیے آتا ہے ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ نمازِ جنازہ دارُالعلوم دیوبند کے احاطہ مولسری میں ہوئی اور قبرستان قاسمی میں یہ گنج گراں مایہ سپردِ خاک کر دیا گیا ۔

کیسی کیسی صورتیں آنکھوں سے پنہاں ہوگئیں
کیسی کیسی صحبتیں خوابِ پریشاں ہوگئیں

اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو جاری رکھے اور ہمیں اپنے بزرگوں کا نقش قدم میسر ہو، آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ ۔

موت العالِم موت العالَم

۞ ۞ ۞

١٥ر جنوری کو اِتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص اور جامعہ فاروقیہ کراچی کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد کراچی میں انتقال فرما گئے۔آپ دارُالعلوم دیوبند میں دورانِ تعلیم حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ہم سبق بھی رہے آپ کی ساری زندگی دینی وملی خدمات میں گزری آپ کی بعض تصنیفی و تالیفی خدمات بے نظیر ہیں اللہ تعالیٰ جملہ خدمات کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر فرمائے ،اہلِ جامعہ حضرتؒ کے اہلِ خانہ کے صدمہ میں برابر کے شریک ہیں اور تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

١٦ر جنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے خلیفہ مجاز و اِنٹرنیشنل ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ ساؤتھ افریقہ میں اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی علمی و دینی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے،آمین۔

١٧ر جنوری کو حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا معین الاسلام صاحب انڈیا میں انتقال فرما گئے۔

گزشتہ ماہ حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ انگلینڈ کے شہر بلیک برن میں طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

١١ر جنوری کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کے نائب امیر مولانا قاری نذیر احمد صاحب طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اُن کی دینی ملی اور جماعتی

خدمات کو قبول فرمائے۔

۵؍جنوری کو مہتمم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کیولری گراؤنڈ مولانا مفتی سیّد ہشام صاحب مغربی کے والد گرامی سیّد عارف الدین صاحب مغربی طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے۔

گزشتہ ماہ جناب عبدالصمد صاحب شمسی کے والد گرامی اور محترم محمد علی صاحب شمسی کے بڑے بھائی جناب محمد یوسف صاحب شمسی طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔

۶؍جنوری کو کریم پارک کے عبدالحمید بٹ صاحب مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔

۲۰؍جنوری کو جناب عامر سعید صاحب کی والدہ صاحبہ لاہور میں وفات پا گئیں۔

۱۹؍جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے خادم منظر عباس کشمیری کے برادرِ نسبتی طویل علالت کے بعد کشمیر میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

اخبارالجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾

۱۹؍جنوری کو حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بعد نماز ظہر حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب ثانی کی دعوت پر ختم نبوت کے اجلاس میں شرکت کے لیے جامع مسجد عائشہ تشریف لے گئے۔

۲۰؍جنوری کو بعد نمازِ جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بھائی زبیر صاحب کی دعوت پر ختم نبوت کے پروگرام میں شرکت کی غرض سے چنیوٹ تشریف لے گئے جہاں آپ نے بعد نماز مغرب جامع مسجد ابوبکر صدیق ؓ میں ختم نبوت کے موضوع پر مفصل بیان فرمایا۔

۲۴؍ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/۲۳؍فروری ۲۰۱۷ء بروز اِتوار بعد اَز ظہر جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اِجلاس منعقد ہوا جس میں تعلیمی، تعمیراتی اور مالیاتی اُمور پر مشاورت ہوئی، تعلیمی و مالیاتی اُمور پر اِطمینان کا اِظہار کرتے ہوئے اَرکانِ شوریٰ نے اہلِ خیر حضرات سے تعمیراتی اُمور پر خصوصی توجہ دینے کی پُر زور اپیل کی تاکہ دارُالاقامہ اور رہائشگاہوں کی تعمیر سے تعلیمی کارکردگی مزید بہتر ہو سکے، دُعائے خیر پر اِجلاس ختم ہوا، والحمدللہ۔

۲۶؍جنوری کو جنوبی وزیرستان وانا کے حضرت مولانا تاج محمد صاحب، شانگلہ کے مولانا راحت حسین صاحب سابق سینٹر جمعیۃ علماء اسلام اور اٹک کے مولانا بدرالدین صاحب حضرت مہتمم صاحب کی دعوت پر جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات کی اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

۲۸؍جنوری کو مدینہ منورہ سے حضرت مولانا قاری بشیر احمد صاحب صدیق مدظلہم العالی جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات کی اور رات کا کھانا تناول فرمایا۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان لاہور رجسٹرڈ کا سالانہ
بمقام
جامعہ اشرفیہ
فیروزپور روڈ لاہور
سہ روزہ
دینی اصلاحی
اجتماع
3 جمعہ
4 ہفتہ
5 اتوار
مارچ 2017
مورخہ 4 مارچ بروز ہفتہ
جامعہ اشرفیہ کے فضلاء کی دستار بندی ہوگی ان شاء اللہ
بعد نماز عشاء
نوٹ
شرکت کے لئے باہر سے تشریف لانیوالے حضرات کا قیام وطعام جامعہ میں ہوگا
موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ
کے سلسلہ کے مجازین خلفاء کرام اور دیگر اکابر علماء کرام ومشائخ عظام شرکت فرمائیں گے
اس سہ روزہ اجتماع کے دوران روزانہ بعد نماز عصر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے خلفائے کرام کی مجالس کا خصوصی اہتمام ہوگا۔ اہل عقیدت سے شرکت کی درخواست ہے
رابطہ برائے دستار بندی
042-37503338
منجانب
مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان لاہور رجسٹرڈ
0321-4050123, 0333-4409994
دفتر مجلس: 0300-8873007, 042-37429732
042-37429092-93-94

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزوا َقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0954-020-100-7915-0)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (0954-040-100-1046-1)MCB کریم پارک برانچ لاہور

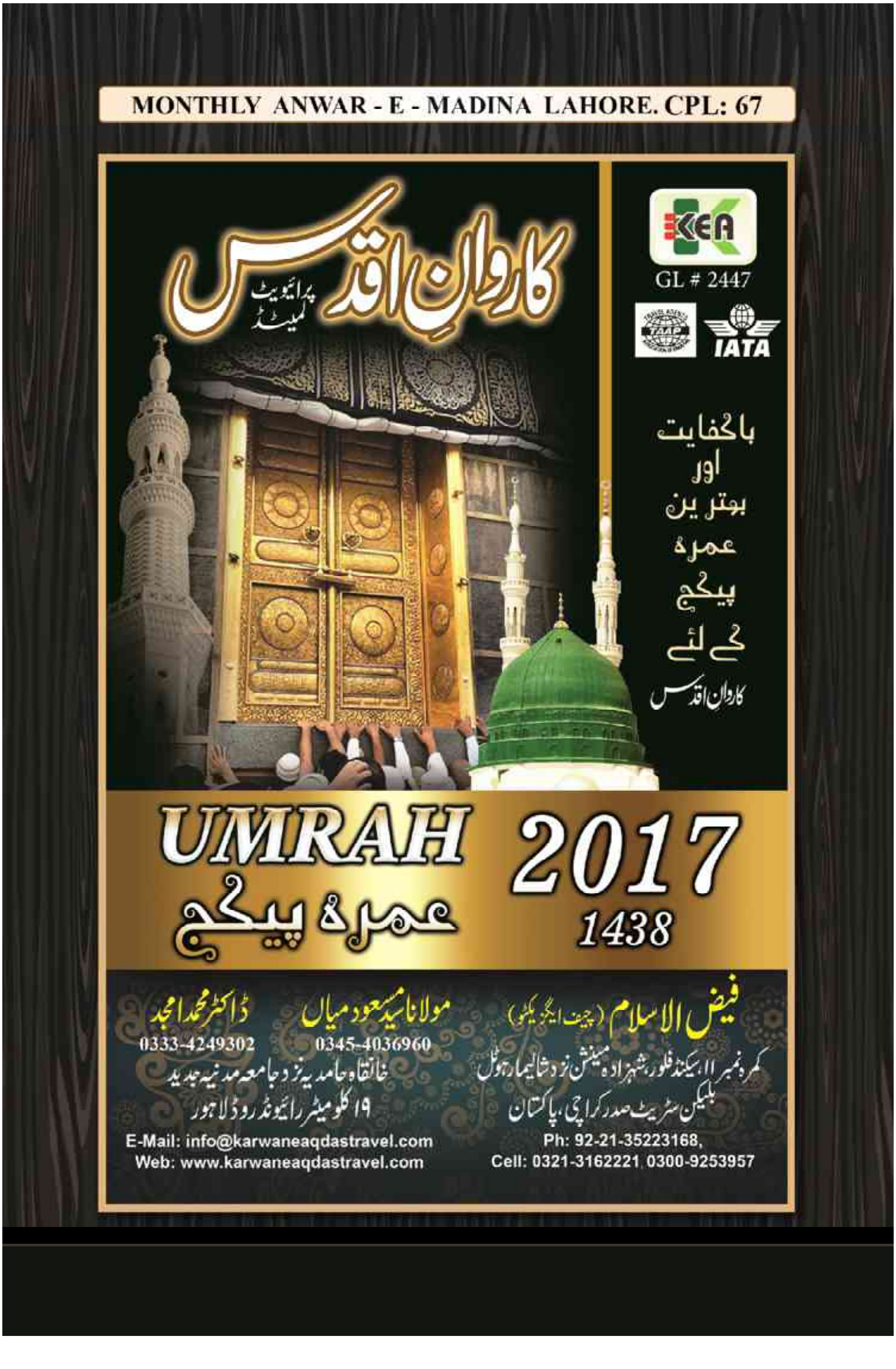
MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67
کاروانِ اقدس
پرائیویٹ لمیٹڈ
GL # 2447
IATA
باکفایت
اور
بہترین
عمرہ
پیکج
کے لئے
کاروانِ اقدس
UMRAH 2017
عمرہ پیکج
1438
فیض الاسلام (چیف ایگزیکٹو)
کمرہ نمبر ۱۱، سیکنڈ فلور، شہزادہ مینشن نزد شالیمار ہوٹل
بلیکن سٹریٹ صدر کراچی، پاکستان
Ph: 92-21-35223168,
Cell: 0321-3162221, 0300-9253957
مولانا سید مسعود میاں
0345-4036960
ڈاکٹر محمد امجد
0333-4249302
خانقاہ حامدیہ نزد جامعہ مدنیہ جدید
۱۹ کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور
E-Mail: info@karwaneaqdastravel.com
Web: www.karwaneaqdastravel.com